

وہ میری محبت کا پہلا چڑھا ہے۔ نہیں وہ میری محبت
کا ہر چڑھا ہے۔ یا شاید نہیں وہ تو میر کی محبت کا وہ جو وہ ہے
میں نے اس سے محبت تب کی بھی جب میں نے
پہلی بار اسے دیکھا تھا۔

یا نہیں نہیں میں تو اس سے بھی بہت پہلے سے
اور کہیں محبت غرض کے فلے باولوں کے
میں وہند لائی ہوئی سی ہوتی ہے۔ کہیں ہوس اس سے
کھرا لی ہوتی ہے۔ کہیں طلب کی پیش۔
میں نے اسے ہر طرح سے جلا ہے۔ میں نے اس
سے ہر طرح کی۔ ہر قسم کی محبتیں کی ہجے۔
کیا محبت کی بھی شہمیں ہوا کرنی ہیں؟
شاید نہیں یا شاید ہاں۔

کہیں محبت عقیدت میں رنگی ہوتی ہے۔
اگر ہلوں برس اس سے متعارف ہوا۔
جوگ کی بکل بارے ہوتی ہے۔ کہیں عبادت۔
ا۔ [ابن] اس سے پہلے بھی ایک آدھ بار اس سے
سے پاک ہوئی ہوتی ہے تو کہیں پاکیزگی کے ان
وکر رہی ہوتی ہے۔

۱۔ فرست کرن تھی۔ میری سگی تیازاد گھر میں
کوئی قصے کہانیاں سنانے والی لوگی گا کے سلانے والی
یا ہلوے بنائے کھلانے والی دادی تو نہیں نہیں وہ تو ہر
وقت دوائیں پہنانے والی چھڑی کا سہارا لے کر چلنے
والی اور نہماں دلخیڑھنے والی دادی تھیں۔ ان کا لاڈ
بس یہی ہوماکہ جمال بھی دیکھیں، ہاتھ کے اشارے
سے پاس بلاؤ کر فرائی ذرا اپنی تلاوت یا تشیع روک کر
میرے چھرے پہ پھونک مار دیتیں۔ ان کے لب ہم
وقت حرکت میں رہتے چاہے تشیع ہاتھ میں ہو یا نہیں
ہو۔ میر اتو خیال تھا کہ ان کے بیوں کو ہٹنے کی عادت ہو
اویں تو بس اس سے اور صرف اسی سے محبت
۲۔ اپہاتا تھا۔ اس سے امہانی پیرزادہ سے۔

جائے تو۔" ایمانے میں لے جو بارگاہ تھا میں نے بھی وارنک دیتی نہیں سے دیکھا۔ اس کی اولاد کی آنکھوں میں بسم کی تکلی فرائی۔ میرا سر ایک بار پھر سلاسل کو دکھانے شروع کر دی۔

"بائی یہ تو ہے معد کوئی بچھوڑا ہی ہے۔ وہ تو بت سمجھو وار ہے" اور میں واقعی سمجھد ارتھاں لے جو بھانپ میکا کر دی مجھے بھلانے کے لیے یہ الیاپ تھمارہی ہے۔ ورنہ اس کا دیکھنے کا انداز میرے بال سلاٹا پچکار بولو الجر سبیہ ناہر کر رہتے تھے کہ دی مجھے بچھی سمجھتی ہے۔ تھر میں ارتھاں نہ کر سکا۔ یہ میری اپنی غلامی میں بھتیجا را لئے کی۔ پھر زندگی بھر میں اس سے کوئی ارتھاں نہ کر سکا۔ حالانکہ میں اس کا ہاتھ پر جھکنکے کم تھا جتنا تھا۔

"میری بزرگ بننے کی کوشش مت کرو۔" لیکن کہ نہ سکا کہ بھی رتا بنا بیبا تو۔ میرے کئے سے ہمارے بر سر میان مر جو رہات سال سوچتے تو بیوی اور ام بیان پور زندگی نہیں سے پورے سات سال بڑی کی۔

♦ ♦ ♦
و ایک تھی کہ اس کو دیکھتے ہی میرا اول اس سے دوستی کرنے کو چاہئے۔

رعنون ڈائیجسٹ کا ایک حصہ لیکر گردشہ

من سروس

آپ دو حصوں میں شائع ہو گئی ہے

مکتبہ عجمان ڈائیجسٹ، ۱۰ نوبیزار کراچی

وہ بھی بارگاہ اور میرے چہرے سے کئی لمحے لایاں کے باوجود بھی اس کے آنسو اپنے ایسا میں تھے کہ اسے بھلے کر دیا جاسکا۔ اس کے پہنچے سے اتنے لگے تھے توکوک نہیں تھا۔ میرے احتمالات میری سوچیں اسی طرف دیکھیں۔ ایسا کہ اسی نے بھی خیال کیا تھا۔ اسی دوسرے روز سے رورہ جذبات شروع سے ہی بنت پتوپور ہے تھی۔ اسی دوسرے تھے میں ہانی پور زندگی۔ شایدہ بھی میرے ہی میکی گئی۔ اسی ایسا اور کہیں نہیں دیکھی۔ اب تک نہیں تھی خصیت رکھنے والی سے دیکھ کر یہ اپنے اسی تھا۔ اسی وقت اس روز ان آنکھوں میں بھی تھا کہ وہ اتنے بڑے سائیں سے گزر کر آئی تھے۔ میں اسکوں سے آیا تو یہ جدنا تھا کہ تن ایسا۔ اسی دوسرے تھے میں اسیں ان آنکھوں کی دوسری سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔

ایک دوسرے دو اپنی آنسے والے ہیں اور ان کو کم ہی دادی اور اہلبیان بھی۔ آئی راحیلے کی تینیں اسی بعد وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ لے رہے تھے۔ راحیلے پلے ہی بارٹ ایک میں جاہبہر ہو گئیں۔ تیز درجہ عوں سے کار پورچ سے گزر کر دب گئیں اور روپا ہٹلیا۔ یہ میں آج تک میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے پڑھنے پر دادی کے کندھے پر سر دے کر اس لڑکی کو دیکھا جس نے بلکہ ذریں پن در کر کا۔ اس سری ملا قائم پا بھر بھی کبھل دفن۔ ایک توہ لاؤں کیں جنکی تھیں جو بے لائیں بارہ متعوں۔ دل بات اتنا نہ درجی یا ترمیل بھی میں بھی نہیں فاؤں اور وہ اڑاکی لیپٹ ٹھما تھی کی صورت۔ اسی توہ تھی کہ دوپھر پول رونے یہ چھاتا۔ اسی پوہنچ کے سیاہ ہر سوچیں تھیں۔

"اوہ اک سعد۔" دادی نے مجھے گم صم کھڑے۔ اس امدادیا کے ایک تجوہ جانے کے بعد ایکے گھر کر دیا۔ اسی سرمازو اکابر بھنگے اپنے پاس بلایا۔ نیزہ ایسا تھا جو خوب بیش بھی کے تھے وہ دادی ان سے چل کر رہی۔ نظرِ اخواز کے بھی نہ دیکھا۔ وہ اسراپنے سننے سے لگایا تھا اور میرا تھا جو تھے میں دادی سے دور دور سے ہی مل لیا۔ تھا اور میرا تھا جو تھے۔

لیکن اس روز پہ نہیں کیے۔ بیک ایک طرف، آئی احمد بنت حساس بچھے ہے۔ ہے ہا۔" اس کے مقامِ طیسی انداز میں ان کی طرف بڑھتا۔ انہوں نے یادوں میں بھر کے نگھے اپنے دوسرے نا۔ نہ ایک جنکے سے اس سے الگ ہو گیا۔ مل اس دادی سے پہنچے پہنچے اسے دیکھا۔ انہیں اسی کے بارگاہ اور میرا کے لیے لفڑی تھی۔ گمراہی تھا۔ دادی ان کی شانی اور بیوگی کا خیال کر کے ان کے پاس رہنے لگیں۔ پیا کے اٹھیں کو اکانی تھا۔ اسی لے هزاروں جاناتے ہوئے کے بارگاہ اور ام بائی پور زادہ کو

جنہی تھیں۔ ضرور سوتے میں بھی وہ بلتے رہتے ہوں مگر۔ لیکن ایسا نہیں تھا کہ اسکے بیٹھتے ہر وقت کسی نہ کسی ورود میں مصروف رہتی۔ اگر ان سے کچھ بچھا جاتا تو آنکھیں موند کے اسی تواتر کے ساتھ وہ پسے اپنا دو تکل پر کر دیں پھر جواب دیتیں اتنے میں جاہے سوال کرنے والا بیور ہو کے واپس پلٹ جائے۔ جس خیت میں بھی اسی کی کہ آئی راحیلے نے ان داری جان کو گیا سوچ کر اپنی خانہت کے لیے ساتھ رکھا ہوا قا۔ جب بھی وہ چند رن بہاں گزارنے آئیں، آئی کے فون پر فون آتے۔

"تمہارا جلدی لوٹ آئیے، بیوی۔ گھبرائیت ہو رہی ہے۔" اسکے میں اڑنگ رہا بھائیو گیو۔ دراصل بھوٹ پاہیا جنی میرے تیاشادی کے رو سال بعد ہی وفات پاگئے۔ شادی کے پھوپھی روز بعد لاہور سے ایمہت آبلی نھل ہو گئے تھے۔ دیکھی بڑی برس سے بھت کے کچھ کرنا چاہتے تھے تھا انہوں نے ایمہت تبار میں ایک بڑا نیشنل ٹائم کا ہوٹل قائم کیا، تا یو اسٹار کی طرز کا۔ ان کا خیال تھا انہوں بول کی تیسرے ایمہت تبار بھی میری جیسی ایمہت اختیار کر لے گا اور ان کا بول بندقیاں کی پہنچ نہ ہمرے گا۔ تھیں وہی دیکھنے کے لیے زندگ رہے۔ بول تو ان کے خوبیوں کے میں مطابق، بنا تکرہ وہ اس کا نام اور اچھا ہو کیجئے سے پلے ہی ایک بڑا نہ کسیلٹ میں اتنا تکل کر گئے آئی راحیلے نے اسی گھر میں نہیں کے بلکہ دن کردار نے کافی ملکہ کیا جاں شوہر کی نہیں کے آخری دن گزرے تھے۔ پیانے بول کی میکہت کی ذمہ داری اخلاق نے بیرون تھا۔ لاؤں میں پیانے کے لیے لیٹا جانا پھیلا ہوا لینے کے بعد بھی بھر گیا۔ بول کی تھی، آئی کے لیے یہ رزم نہیں کیا۔ اور بیوگی کا خیال کر کے ان کے پاس دادی ان کی شانی اور بیوگی کا خیال کر کے ان کے پاس رہنے لگیں۔ پیا کے اٹھیں کو اکانی تھا۔ اسی لے هزاروں جاناتے ہوئے کے بارگاہ اور ام بائی پور زادہ کو

حالانکہ میری گیرہ سل کی زندگی میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ کسی کو دوست بنائے کی خواہ میں یوں یہاں کیک بوری ہو۔ میں آدم بیزار تھا نہ تمہلی بند، میں کے باوجود میرے دوستوں کی تقدیر وہنے کے پر اپنی سائے کلاس فلوز کو میں وہی طور پر خود سے بت کر تر جسوس کرتے ہوئے صبر ایسا تھا اور شاید یہی سمجھ رہتے ان دمڑلینڈ ایک بارہ رخنے میں تو من کیا لیکن اسے مجھے بور کرنے کی تھیں شاید انسٹرکٹر پڑھتے میرے خود ساختہ ”بُوئے پِن“ کو نہیں پہچانی۔

میں حسن پرست بھی تو بت تھا مجھے تو پچھا ان پسند تھیں جو خوش شکل اور خوش لباس ہوں۔ مگر میں ان کی گذبک میں قایا تھیں۔ میں باریستہ تھت خار کھلایا کرتا۔ حالانکہ وہ تنہلی تاج کی پتھر تھا میں اسی جیگدش میں بہت لچھتا تھا۔ تینجت آسہ، اسی بھی فورت اسٹوڈنٹ تھا اور ساری کافیں شہادت میں نہیں زیادہ سروں کی خواہش بدلائی۔ اسی کی سوچ پر اسے دوستی کے رشتے میں پہنچا جا۔ میں اپنے نام کیں میں نے اس سے ہر طرح کی اور ہر کم وانت اور موٹے موٹے ہونٹ بجٹ وہ سکر انداز میرکول جاتا تھی آنکھیں زور سے بند کر لوں۔ اس سما پر بھر کچھے کسی ملی بہت پسند تھیں۔ جبکہ تھیس کی پتھر تھیں اور وہ سمجھدش تھا میں میں میں کنور تھا اور اپنی اس کنوری کو وہ کر دیں۔ اس نے پر یا کلکل سندرلا کے پیروں جیسے نازک ہیں، لہلی رنگت بالکل سواداٹ جیسی ہے اور اس کی لہیں یا کلکل و دمڑلینڈ کی بیٹیں کی طرح کملی ہوئی ان کی تین۔ اس کے ساتھ دیویو یعنی کیرم اور ام تھے۔

میرکی چاتا ام انی کا بات تھے پکڑ کے اپنے کمرے میں ہواں اسے اپنی کتابیں و کھاؤں اسے جاؤں کہ اس نے پر یا کلکل سندرلا کے پیروں جیسے نازک ہیں، لہلی رنگت بالکل سواداٹ جیسی ہے اور اس کی لہیں یا کلکل و دمڑلینڈ کی بیٹیں کی طرح کملی ہوئی اس نے سر اٹھیا۔ سر اٹھت اب بھی اس کی سیا، آنکھوں میں بھولا جوں رہی تھی۔ ”کھالی ہوں۔ مگر کبھی کبھار۔“

”آپ نمازِ وقتی ہوں گی شاید اس لیے“ میں نے قیاس کیا۔ اس کی آنکھیں ذرا سی چھٹیں اور اب وہ بند ہوئے میں نے مزید دعا دت کر۔ ”منباش سے وضو نہیں ہوتا۔“

میرے بیاکی ساری تھی کہ وہ ماشتر کرنے نہیں پہنچا۔ بیشہ سب سے لیٹ کتے میں اسکوں ان کے ساتھ عی جیا کر تھا اس لیے اپنابریک فناشت کر کے مجھے ان کا انتشار کرنا ہوتا۔ اسکی وہ پندرو منٹ میں بریک قافتہ بھی کرتا ہوئا تیزورہ پر ہٹاہو تا اورت بیٹ میں نہیں نہیز پھر پر بھی پر ہٹاہو تا اورت بیٹ میں اس عمر میں اسی نہیز پھر پر بھی کے ساتھ کی ڈیلوں ایسے ذمے لے جب بھگت روایتی سے ہٹاہو تکی میں آتھ۔ ایک دوستے میں ہی میں بغیر لئے اسیں انکش اور ارادہ کے اخبار بڑھ کے ساتھ لگا۔ تب تک میرے دوسرے کا اس فلوز حروف کو ملا کے پڑھاتی سیکھ رہے تھے۔

یوں میری اردو اور انگلش کی ریڑ تکسب سے ہو گئی۔ مجھے بھی اس کام میں مڑا تھا لگا۔ خود کو بڑھانا محسوس کر کے بت اچھا لگا کر نکلے ظاہر ہے میری عمرا تو کوئی بزرگ اخبار بھی کاملوں نہیں تھا۔ میرے نہ زدیک یہ بیوں نے مشتعل شکر تارہ تا تھا اور اگر میں یہ کرتا تو ظاہر ہے کہ میں بڑا محترم اور عالی سال میں مجھے تک پڑھ کیا تھا کہ کون سی خیر اہم ہے لور کون سی غیر اہم۔ چکی خبریں سیاہ کھالی ہیں لور کون سی تجارتی اور تو بھی بھی بیٹا سے کسی خوب و سخت بھی کرنے تھا تھا اور اسکوں کو حالت خاصوں میں شار کیا جاتا ہے اب تو کسی خوبی کو اس فلوز پر تارہ بھی خوبی سا کرائی۔ اسکوں جا کر بھی کاس فلوز پر تارہ بھی خوبی سا کرائی۔ تابلیت کا رعب تھا اور اسکے کوئی کام نہ پہنچا۔ میں تھے عجیب و غریب جان کر درد ضرور ہو جاتے۔ البتہ کے گالوں میں پڑنے والے ذمبل کئے پسند ہیں۔

"تھیں کسے پا آیا آئی نے بتایا؟"

"میرے آئی بچپن دنوں اخبار میں بڑا خاکا ایک کالم میں لوگ ایسے سوال کرتے ہیں تمہارے ضوغیو کے متعلق۔"

"اور تمہارہ بڑھتے ہو۔" اس نے سوال نہیں کیا تھا بلکہ خور سے کہا تھا "تک منٹ بلویٹ آج جست کائنٹ بلویٹ۔ تم اپنارہ بڑھتے ہو اور وہ بھی نہیں کالم سیت۔"

"تمیں بیشہ تو نہیں۔ میں زیادہ ترشارت اسٹوریز یا جو کس پوکرزو غیر وہتا ہوں۔ بھی کبھی بیلا کو کل کلام پڑھ کے سارا ہوں ان کے کئے اور لاست سڑے وادی نے بھے سے یہ کلم سنائے کوئی متعاقا اس لیے یاد رہ گی اور پہلے ہے میں تو اکثر یا کو مرے مڑے کی بڈشڑی رہ جی۔ بھی پڑھ کے سنا ہوں گرلن کے خیال میں بٹھے اہم کائنامی نہیں، ہو تا اور صادر قوتانی مڑل ہے کہ میری کسی بات۔ لکن یہی نہیں دھرتی اپنی مرضی سے پکائی ہے بہ پڑھ۔"

"انٹرنسنگ" تم تو بڑے کالم کے لڑکے ہو۔ "انٹرنسنگ اس کے بعد میں نہیں کھینچنے کے لیے کامیاب ہو گی۔ اپنے بھائی کی بڈشڑی کے خیال میں پکائے کامیاب ہو۔" اس کے بعد میں اس کے ساتھ خلاف گیر کھیلے اور جیسا کہ میں طے کر چکا تھا اس سے بھائی اسے خوش ہونے کا موقع ہوں گا تکر اب تک میں الہ کسی کوشش میں بامیاب نہ ہو سکا۔ داشت ٹھوڑی اچھی خاصی بندوقوں کرنے کے پوجو میں عیا ہو۔ بیت رہا تھا میں اپنے بھائی کے رگیا۔ اگرچہ شاید بیرہ پرے سے ہو یا بھی جسے بھائی کے اس نے پوچھا ہے؟"

"کیا آپ بھی بکس گفت کریں گی؟" میں نے پوچھا پر ارشاد میں جواب ملنے فوراً "تمیں میں سرمدرا۔" "تمیں پہلے میں تم کو گفت کرو گا؟" "میں نے اس نیبا سے کہا کہ وہ پوری لچکی سے مکمل رہی تھی۔" "تو پھر منہ کیوں لڑکر کھا ہے کم قنایا۔" یعنی ہے مکرائی۔

"نمیں مت کر رہے۔" میں نے تو بکری بھر کے لیے اس کی سکتے ہی میرے ذہن میں بھاگا سا بہا۔ میں نے بخور لئے رکھا۔ بھجے اچاک خیال آکر کوشش حس میں میں ناکام ہو رہا ہوں دی کوشش۔ "چھا چھیں آپ پہلے دے دیجئے گا۔" میں نے مذہب استھان کی۔

"افڑائی۔ یذر فرست۔"

اس کی آنکھیں ایکبار پھر خلیل۔ میں اس کے ہم کرنے کے لیے یہاں لایا تھا لیکن یہاں کے ہم ہوئے کا تھا۔

"وو کے جنڑل منہ فرندشپ؟" "وو۔" آگے بڑھا۔ جسے میں نے تھا میں میں درشدہ لگائے۔

"لپیز سعد ایکھو تاراضی مت ہو سا چاہی اس۔" اس کرنی ہوں اب ایسا میں ہو گی۔ "اس نے میرا اذ قرام کے بیٹھ کھینچا اور میں سعد رضوان ہو۔" دو ایک اتنے سے اکھڑ جائے تو اسے سلاٹا مٹانا ممکن سا ہو۔

"ہا۔ چپ چاپ گھنٹے تیک کے بیٹھے ہیں۔" "وہ کیوں بھیں وہ کس کیوں نہیں پڑھنے سکتا؟" اس اب پڑھتی ہیں۔

میں لیے خوش نہیں ہوں کہ یہ جیت میری نہیں۔ "اے بدن بوجھ کربار ہیں۔" وہ بھرپوری۔ "لیں سعد ایکھیات نہیں۔" لیکن میں مزید سمجھ لہلی، باسے اٹھ کر ادا بے سمجھے سخت غصہ اڑا تھا۔ "لپیز سعد ایکھو تاراضی مت ہو سا چاہی اس۔" اس کرنی ہوں اب ایسا میں ہو گی۔ "اس نے میرا اذ قرام کے بیٹھ کھینچا اور میں سعد رضوان ہو۔" دو ایک اتنے سے اکھڑ جائے تو اسے سلاٹا مٹانا ممکن سا ہو۔

"لپیز سعد ایسا ہو رہا ہے؟"

کرمیوں کی چھٹیاں نہیں۔ میں ہن کا زیادہ ترقوت لڑے میں فی ولی ویستے ہوئے، گیز کھلیتے ہوئے یا اس پر رہتے ہوئے گزار لے شام کو سر لبوڑ جاتا ہو۔ میں کہنی کہنی کے بعد میں پالا کے ساتھ جم چلا جاتا ہو۔

"ہن کہیتے، فرندشپ کے ساتھ کافی ہے۔" میں سونٹک راتا ہتا۔ ام اہن سے میری دو تو تھیں تھی مگر کل کل ناہ پروان نہ چڑھ رہی تھی۔ کم از کم میری نظر نہیں۔ میں اس سے جس درج توجہ کا ستھانی تھا، وہ اپنے سے قاصر تھی۔ سایہت آیا میں وہ ایف لیں کی کی ایکراہ میز دے کر آئی تھی۔ یہاں آتے ہی اس کا دراٹ بھی اٹایا۔ پری ایکھیسٹریک کے سرمشہ وہ بورا اڑتی تھی اور یہ اس کا جنین بھی تھا۔ ایکھیسٹریت اونور کی میں ایڈیشن کے بعد دو یوں پڑھائی میں جنت میں جیسے اٹھے ہی اوپنال ایکراہ مزدے کرا جیسٹریں بانے والی ہو۔ میں پڑھائی کے لیے اس کی سمجھی دیکھیے کہ بڑی کلاسز کے جریان ہو تو اور ساتھ ہی خوفزدہ بھی۔ کہ بڑی کلاسز میں جا کر بھی ایکی خوفناک نظر آنے والی مول مولی (بیوں کو دن میں سولہ سو لگتے تک بڑھنا ہے)۔ اور ایک لگتی ہی تاواں کل جدید ٹلوکس۔ "اس نے جس دو یوں کو دیکھی اور ایکھیسٹریک کے لیے زیادہ بہتر ہوئے گی اور تھیز سے میٹھل بیٹھے ڈھلیپ ہوتی ہے۔" میرے بیل اپنی انکھیوں سے بھرا رہے۔

"اکٹو ڈور تھیز سخت کے لیے زیادہ بہتر ہوئے گی۔" اس نے قافی خوبی ہوتی ہے۔ "جس کی اور نہ اسی سے میٹھل بیٹھے ڈھلیپ ہوتی ہے۔" تھنکلی بھی انسن کو فرہنما چاہیے۔

اس ملن کے بعد میں نے چاہیجے ہوئے بھی شام کو جم خانہ جائے کامیاب نہیں کیا۔ البتہ ملن کا ابتدی حل اب بگر کر میں اپنے طریقے سے ہی گزار رکتا۔ اہلین تو پہنچ بھی کسی صرف نہیں ہے ہوئی تھی۔ میا آنس اور ملائی ٹپے اکشنیوں کا لئک، پینچ، بیور، شنڑنگ، قلاور میکنگ و فیروز غربیو پیسے آرٹ سکھانے والا ایک افسوس نہت کی سالوں سے ہنکی کامیابی سے چاری تھیں اور آسیں اور اس وقت لاہور میں ملن کے انسٹی ٹیوٹ کا بڑا نام تعلق گریں گے تعلیمات میں تدوڑو شفتوں میں کا اس ز شروع کروادیتیں اس قدر رش بھے حاصل تھے۔ اگرچہ انسوں نے ہر پیدا رشت کے لئے ٹریننگ پرچس کی بھی دو کردی تھیں۔

میں قاب ان بندوں کی انتہا رسچ کی مصروفیت کا ملودی ہو چکا تھا کور پلٹری خپل اگر کسی کی ارزش بدل لیں یا ان میں سے کوئی ایک غلاف سعمل کی وجہ سے کمرہ ہو گائے تو نہیں بھیج دیا جائے گے۔ اس کے لئے میرے کوئی کھنکھنے سے کمل بول اٹھی۔

پڑھوں سڑھے ہے اور قن کل بختے میں دل تین من تو شور بارش ہوئی سوچتا گرڈر میں بھی موسم اچھا ہو۔ تم دریوں جلوبارک چیزوں کے پکن ملنے پھر میں حسیں تھا لذتیں کہ پنچ بور کام ہے یا اڑے کا کام ہے۔ اور میں آئی میک مغل اخراج۔

* * *

“آن تین درگاہیں آن جن؟”
میں پیلا کے ساتھ سوچنگ کر کے واپس لوٹا ہی تھا کہ کچھ درجہ دور اگرچہ ایک وقت پا چلا کر دل بھی لونگر کسی کے لئے نہیں بھل کر ملیں ہے میں استد کھتھے ہی تاخیر سے آئے کوچھ پوچھ۔

“اور یہ کیا کچھ اخراج کھا ہے؟” انہوں نے لے خلف سالان اٹھائے وکھ کرو چلا۔
“یہ سب۔۔۔ آٹھ لکھ لیکھ کی تیاری ہے۔۔۔ میں لور سعد کل پنچ رانے جلوبارک جا رہے ہیں۔۔۔ آپ جیسیں گی؟”

میں ہمروں کیا بنایا۔ کل تو میرے افسوس نہت میں دل دش باہی ہے۔ میں بھی چھٹی کا لان ترم کر کے

لور پھر شتر براں کا بھی روکر ایم ہے ملن گا لیلے“
جانے میں پھر بھی کھنکھنے والیں آئے نہیں۔“
تو اپنے میں دس سوئے کی دوڑاٹھ بھکھور بھی نہیں
لکھی ویسے بھی کچھ بھی انتہائی خراب حالت میں
بایچ لختے کار بیسٹ بھی بخشش رہا۔ میں تھیں تو کوئی پنک
کا۔ اسی لیے من چار سمازی چار بجے تھے کا پورا
تمہارے۔“

“او گڈ نسخ تھوڑا ہی سے میں کیس آدمی رکھیں
کو جائے کار و گرام تھا۔ اچھا ہوا اس نہیں ٹھیک رکھا۔
مگر خوب آنہوائے کریں گے اپنی آج کی ہے چھٹا
۔۔۔ پنک تو انتہائی نضال سا کام ہے۔“

“تمہیں ہر دن پنک نضال کیں لگائے ہیں اور آسیں
اُس کرے سے باہر لکھ کر رکنے والا ہو۔“ اس کے
ایسا ٹک سوال اس میں سوچنے لگا کہ اس بات کا یادوں
لعلہ میرے کوئی کھنکھنے سے کمل بول اٹھی۔

پڑھوں سڑھے ہے اور قن کل بختے میں دل تین
من تو شور بارش ہوئی سوچتا گرڈر میں بھی موسم
اچھا ہو۔ تم دریوں جلوبارک چیزوں کے پکن ملنے
پھر میں حسیں تھا لذتیں کہ پنچ بور کام ہے یا اڑے کا
کام ہے۔ اور میں آئی میک مغل اخراج۔

* * *

“آن تین درگاہیں آن جن؟”
میں پیلا کے ساتھ سوچنگ کر کے واپس لوٹا ہی تھا کہ کچھ درجہ دور اگرچہ ایک وقت پا چلا کر دل
کی لونگر کسی کے لئے نہیں بھل کر ملیں ہے میں استد
استد کھتھے ہی تاخیر سے آئے کوچھ پوچھ۔

“اور یہ کیا کچھ اخراج کھا ہے؟” انہوں نے لے

خلف سالان اٹھائے وکھ کرو چلا۔

“یہ سب۔۔۔ آٹھ لکھ لیکھ کی تیاری ہے۔۔۔

میں لور سعد کل پنچ رانے جلوبارک جا رہے ہیں۔۔۔

آپ جیسیں گی؟“

میں ہمروں کیا بنایا۔ کل تو میرے افسوس نہت میں دل دش باہی ہے۔ میں بھی چھٹی کا لان ترم کر کے

لور پھر بھکھنے کے لئے خوشی کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے گریں
ہم تھا کہ دو ٹھنکے خوش کرنے کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔
لور کی اتنی اچی بات کیا کرتیں تھکریں ان سے
فناں نہیں تھا۔ ان بکھال تھا کہ اہل خود کو بدلانے
جسے لے خوشیں کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے گریں
ہم تھا کہ دو ٹھنکے خوش کرنے کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔
لور کی اچی بات کیا کرتیں تھکریں ان سے
فناں نہیں تھا۔ ان بکھال تھا کہ اہل خود کو بدلانے
جسے لے خوشیں کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے گریں
ہم تھا کہ دو ٹھنکے خوش کرنے کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔
لور کی اچی بات کیا کرتیں تھکریں ان سے
فناں نہیں تھا۔ ان بکھال تھا کہ اہل خود کو بدلانے
جسے لے خوشیں کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے گریں
ہم تھا کہ دو ٹھنکے خوش کرنے کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔

لور کی اچی بات کیا کرتیں تھکریں ان سے
فناں نہیں تھا۔ ان بکھال تھا کہ اہل خود کو بدلانے
جسے لے خوشیں کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے گریں
ہم تھا کہ دو ٹھنکے خوش کرنے کے بناۓ ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔

ہے

میں نے جیتا تو ہے کہ میں اسے پہلی نظر میں جانے لگا تھا۔ پہچانے لگا تھا اور اسی پہچان نے تو مجھے اس کے قریب جاتے ہے بجور کی خالص و سات آجھی تھی۔ مبت اسی تھی۔ بلکہ گزرے سالوں نے یہ مہبت کر دیا کہ میرا اسی الی ہی زندگی والے سلیمان علی ہی زدزادہ کے ہارے میں اندر ان صحنی مدد درست تھی۔

پلاکی کی وجہ سے بجور و ساری ساری لائلی۔ شانہ سواری، اگرے ریخت کے ساتھ والی سیٹھی، ایسا لال کے باہم کیتی کیڑے نہ زدوار جنزوں سے بھری ہوئی پاکشاد اور بات پاٹ رکے تھے۔ پچھلی سینچن پر، ہم دنوں کے علاوہ اور سوت سامان کو کھانا۔ مجھے دلوں کوں کی پچک پڑتے ساند مسلمان کو دیکھ کر نہیں آرہی تھی۔ تکہیں تاکہ اندانہ ہوا کہ ان میں سے کلمی جیزی بھی فائوں نہیں تھے۔

گن سوسم خاصاً خوفناک تھا۔ مجھ کے وقت بھلی ہوندا ہاہدی ہوئی تھی تھراس نے جس پیدا اُمیں کیا تھا بھلہ آہمنا۔ پھر کئے سر کی بدلہ کی بہت تکلیفی جنچی لہنڈی ہوا میں ہوئی۔ بکھلی لگ رہی تھی۔ ہم لوگ تلثیت کے فراہمہ بعد تقریباً نوچے گھر سے نسلتے تھے اور آہ پن تلثیت میں دلیل تھی کہ تھے جسی کا دن تھا اور تھا اور نہیں۔ میں نے خوشی کیا کہ میں نے خوبی کیا اور اسی لیے بونک کرنے پر بھی یاد رہی تھی۔ میں نے خوبی کیا کہ مجھے عقل پر خوف زدہ گھر کو دیکھ کر نہیں کیا کہ سے محبراری تھی۔ میں اپنی حیرا بھت لہجے پر ظاہر نہ کرنا چاہ رہتی تھی۔ بوٹ میں بیٹھتی تھی میں نے خود کو سوچ دیا۔ جس کو خوبی اور جذب و پاس پیدا تھی، وہ اپنی کے جماں بلند ہونے پر گھبرا کے پچھے ہوئی تو مجھے اسے تلی دیتے ہوئے اور ”ڈنڈر وری“ میں ہوں میں آپ کے ساتھ۔ ”ڈنڈا تو رہی ہیں پاچا لالک“۔

”چاۓ پیو گے؟“ رشید کو ایک کپ بھیجنے کے بعد جب وہ اپنے کپ میں چاۓ تھراس سے انتہی روی تھی بہاچھوٹا تھیں، ہونکے لب اگر تپ کو خیال آرہا ہے کہ اُپ بچھے سے بہت بڑی اور سمجھدہ ہوئیں اور میں ایک بے و توپ سا چھوٹا کوکا ہوں تو تپ بے شک مجھے سے لادتی خشم کر دیں۔“

”چکن بدڑا“ درم استکس اور سینڈچوڈ توڑے کے تھے عی گر آپ چاۓ بھی اچھی ہیلی ہیڑ، ام بلن۔ ”میں نے بالکل بیان کے اس اسی میں کہا جب بھی مالاکو پیلاشام کی چاۓ کے وقت اسکے گھروتے اور ملا تکلفنا خود چاہئے تھا تھیں تب نہ یونہی ایک سپ لیتے ہی سرلاکے یہ ترقی کملت۔

”کیا یہ سوچ کر کے ہو؟“ تھاتی ہوں میں اتنی کولوں ابھی تھارے کرتے سے دش اشٹھنا کا کلکش کے لپٹا مشورہ تھیں کیا لور پکھرہ سیڑی عادت بن

ہونے والے لئے اور دیگر کاس فلوز کے سر کے پہلے کے پہلے کو۔

”مریلے چائے تھی،“ مبت کے ساتھ اپنی تھی، مجھے بیانے کا کام میں نے ملکا اور سپاٹا اور یہ چائے تو زد ابھی ابھی تھیں لئے تھیں خرم دیو ہو گیل۔“ اور ایک بات تو بتاؤ یہ تم مجھے ام ہلی کیں کتے تھیں۔“

”یہ میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں نے اسے جیتا اور اس کے اتھ سے میزین لے کر سامنے رکھ دیا کہ میں پوری وجہ سے میرے ساتھی تھی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”اپنے تو ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ تم مجھے مہرے نہیں پکارو۔“

”میں ضروری تو میں مجھی پاہویے بھی خاما ملک اگتا ہے،“ میں آئندہ سے آپ کو صرف ہلی کسہ خسے باہوس کہ،“ میں نے طے کر لیا۔ اس نے ایک گھری سالی بھری اور صاف لعنوں میں مجھے مجھے کی کوشش کی۔

”تھہرے خیال میں کیا یہ مناسب نہیں کہ تم مجھے ہم سے ہلاں کی بجائے کچھ اور کو مشاہدہ باتیں ایسی کہارے خیال میں بخوبی آفریں تھے بڑی ہوں اور خاصی بڑی سو غیر و غیر خوبی آفریں تھے بڑی ہوں اور خاصی بڑی اس۔“ دسری بلات یہ کہ مجھے نام سے پکارتے ہوئے اسے کہ ساتھ۔ ”ڈنڈا تو رہی ہیں ہوں میں آپ کے ساتھ۔“

”آپ نے مجھے سے پکارتے ہاکوئی شکر کے پچھے اچھا لگے گا۔“

”آپ نے مجھے سے لادتی کی اور دادتی میں کوئی بہاچھوٹا نہیں ہونکے لب اگر تپ کو خیال آرہا ہے کہ آپ مجھے سے بہت بڑی اور سمجھدہ ہوئیں اور میں ایک بے و توپ سا چھوٹا کوکا ہوں تو تپ بے شک مجھے سے لادتی خشم کر دیں۔“

”آجھا بھی سوری دیوری سوری،“ آئندہ ہماری دادتی میں نے والہم تیز گردی۔ بولنا یعنی دیں ہیں نہیں بل ان دنوں اسی جھلک پر جعل والا سب سے مقابل پر قہاں کاٹاٹاں ہیں جلیں اسی رہا تھا کہ ام ہلی نے میرے باہم سے ریکوٹ جمع کیا۔“

”میں سوچنگا۔“ میں نے اس کی بات رد کر

کی۔ میں بیشتر اس پر اپنی راستی چھوپنے کی کوشش کے ساتھ اور کام کی خدمت بھرتے ہی مجھے اس کی کوشش کے ساتھ کر دیا۔

”مریلے چائے تھی،“ میں نے اس کے ساتھ اپنی تھی،“ میں کی جیز پر جوار کو اپنی تھی۔“ میں کے ساتھ اپنی تھی۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں نے اسے جیتا اور اس کے اتھ سے میزین لے کر سامنے رکھ دیا کہ میں پوری وجہ سے میرے ساتھی تھی دیتھے۔“

”یہ میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”اپنے تو ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ تم مجھے مہرے نہیں پکارو۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

”کہتے ہوئے بھوئی دیتھے۔“

”میرا بورٹ چلتے ہے،“ میں اس کے عجیب صہ موال غلام اور اپنے جران ہوں۔“

اتواتی ہوں۔

”اسے غصے میں دیکھ کر میں حیران رہ میں۔

”کہیا یہ غلط نہیں ہے؟“
”الحمد للہ اس کم کے لئے ویکھنا تمارے لیے نجیب
ہے۔ کیا تمہارے بامباٹا کو علم ہے کہ تم یہ چیز
دیکھتے ہو۔“

”وائے ثاث۔ ان بیکش امانتی کا تھا کہ میں
اس پیش کو ضرور واپس کیا کروں اپنی شیلی ڈراماڈ خیرو
۔ ان سے میرے لیے ایک شخصی میں چلغوزے پھیل کر
رکھے ہوتے ہو، اب تو ملتے ہوئے میری شخصی میں
عقل کر دیتی۔ کھانا کھلاتے ہوئے میں اسے اسکول کی
دن بھر کی پوری طہرہ تب میری کنجھ میں
شیش آئی تھی۔

”اگرچہ“، میری اچھی دوست تھی ہمگی صرف
سیدھا اور ضرور ہو چکا تھا کہ اس سے کی یا تک چھپائے
لگتا تھا۔ میں اچھی طرح چاہتا تھا کہ اسے میری کون کی
بات تاکوں اگر زرے گی اور گس پاؤ بوجے گی۔ اس
نے الک باتیں اس سے کہنی ہی چھوڑ دیں۔ پسلے میں
ہوں لور دیجیو۔ کون کی موہی لگلی ہوئی ہے۔ جیسی
بکھر، خود نہیں سیکھ دیں۔ اگر میور کے نام بتاتی اور
پھر میرے ساتھ ہی یہ نہ کہ دیکھتی، مختلف ساتھ
فتش ہمیزی دیا پھر کاروں میور۔

اس کے آئے سے اور کسی کو فتن پڑا ہو یا نہ ہو،
میں ضرور پا تھا۔ ملا اور بیا کی وی مصروفات ہمیں،
پہلے اب ملا میرے متعلق اور بھی بے قدر ہو گئی
ٹکس۔ پلے جو تھوڑا سہست و حیان امیں میری امندیر
اور محنت کے بارے میں رکھنا پتا تھا، وہ بھی اکثر من
ام بانی کی وجہ سے رفتہ رفتہ کم ہوتے نہ ہونے کے برابر
ہو گیا۔

بصورت دیکھو میرے ساتھ لان میں یا بھردا دیا مہ
کرے میں وقت گزرو کرتی اور صرف اس کی اہ

سے میں دادی کے بور کرے میں بھی تھمہ میں میں
بیخمار ہتا۔ ان دونوں میں اوپریں کو رہا تھا، جبکہ دن بالا
کے قاعش ایکراں مزے کر تھیں کی فراغت کے نہیں
لوٹ رہی تھی۔ میں اسکول سے اکر سہہا بادی کے

کرے میں چلا جاتا، جبکہ ان کے گلی میں ایک
ٹینچی کالی پلی روپی بوقتی پاچھوڑے کھارہی ہوتی، اس
نے میرے لیے ایک شخصی میں چلغوزے پھیل کر
ہو رکھے ہوتے ہو، اب تو ملتے ہوئے میری شخصی میں
عقل کر دیتی۔ کھانا کھلاتے ہوئے میں اسے اسکول کی
دن بھر کی پوری طہرہ تب میری کنجھ میں

اچھی کیوں؟ اور بھی، مت کچھ اپریو ہو رہا ہے۔“

”رات؟“ اس کی پوری طہرہ تب میری کنجھ میں
شیش آئی تھی۔

”لیاں دی لگاؤ،“ میری خان دی لالا پلے آ رہا۔ ”اس

نے الک باتیں جھے کھجا ضروری خیال نہیں کیا ایسا
پیش کر دیں کہا۔ اپنی طرح چاہتا تھا کہ اسے میری کون کی
بات تاکوں اگر زرے گی اور گس پاؤ بوجے گی۔ اس
نے الک باتیں اس سے کہنی ہی چھوڑ دیں۔ پسلے میں

ہوں لور دیجیو۔ کون کی موہی لگلی ہوئی ہے۔ جیسی
بکھر، خود نہیں سیکھ دیں۔ اگر میور کے نام بتاتی اور
پھر میرے ساتھ ہی یہ نہ کہ دیکھتی، مختلف ساتھ
فتش ہمیزی دیا پھر کاروں میور۔

”اوی ہوں، چیچن تو کر کے ہو۔“ اس کے نوکر کے
ہنودارے سکتی کے میں اس سے مس نہ ہوا۔ وہ
لوہ سے آن کے بیچرے کے بارے میں پوچھتے تھی، میں
اں کے تھے۔ سر رکھ کے لیتا۔ آہستہ آہستہ اسے
پڑائے لگکر میریل اواز سست پڑنے تک جبکہ اتنے کا
لپکیں بند ہوئے تھیں۔ شاید نیزد تھے۔ غالب اوری
ل۔ اس کے باول سے آئی بیب سی خونگوارہ مک
میرے جو اسون کو پر شفقت تھیں رہے تو ہی تھی۔ آخر
ارمیں بارگیاں اب تھیں میں میزد ایک لفڑا کئے کی سکت
نہ رہی تھی۔ میرا سر جھوٹے ہوئے اس کے شانے
سے آنکھ اس نے میرے لوپہ کسل برابر کیا۔ میں پنکی
نہیں کیے زیر اٹھ اور قریب تھا کہ گھر ہو شوٹ نیزد
نیزد چلا جا کر دادی کی تو اون میں درست آتی گھوس
دی۔

”سعد یہیں سو کیا؟“
”سعد یہیں سو کیا؟“
”تھی۔ پیچر ہو رہے ہیں۔ رات دیر تک پڑھتا
وی۔

”ماحرم؟... دادی۔ ماحرم اوری سعد۔ یہ لتا
سے“

”میں نے کہہ دیا کہ سعد اب اتنا سائیں رہا۔“ عام
حالت میں تھے دادی کا یہ اعتراف را خوش کیا تھا۔
تمہرے جس طرح کہہ رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے بڑا

وادی کے کرے میں چنانگی دادی تھت جائے تھا
پچھائے کئی دلچسپی میں مصروف تھیں لور اون کے بزر
میں کریں گلی اور ٹھیے وہ نیم راز بھی۔ گھنٹوں کے

کرے۔ اس نے کوئی میگر ان نکار کھا تھا۔ شاید اس
نے اپنے پتھری دیگری تھی کیونکہ اس کے تبلے بل

گلابیاں مجھ پر کھل سی گئیں۔ وہ مجھے بہت زیاد
بہت و لکش بہت منفرو اور بہت اپھوتی سی تھی اس کی
اسے مسکراتا دیکھ کر میں خوش ہوتا ہم اس کی ازاں
مجھے غصہ آنے لگتا۔ ہر اس چیز پر جو اس کے ازاں

پائیں ہو سکتی تھی۔ وہ میری تعریف کرتی تو اپنے
پہ فخر ہونے لگتا۔ کسی بات پر نوک ویٹ تو ہفتون
سے شرمسار رہتا۔

میں نے جان لیا کہ میں اس سے پیار کرے گا۔
ہوں۔

مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے
ام ہانی پیرزادہ سے جو مجھے اچھی توبہ بھی لے
تھی، جب میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا، مگر ان پاہن
سالوں میں وہ میرے اتنے قریب آجائے گی اس ا
اندازہ مجھے اس وقت نہ ہوا تھا۔ یہ محبت ہی تو ہے؛
محبت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے مجھے پورا یہیں
تھا۔ میں سعد رضوان پیرزادہ سولہ برس کی عمر میں
محبت کے بارے میں چند نظریں پڑھ کے اور پہ
فلمیں دیکھ کر گیا محبت کی ساری فلاسفی مجھے کارہا
کرنے لگا۔ مجھے یقین تھا کہ مجھے اس سے سچی محبت
ہے۔

مجھے یقین تھا کہ وہ بھی ضرور مجھے سے محبت کرتی ہے۔
گر کسی فلم، کسی ڈرائے یا کسی افسانے میں کسی لڑکی
نے خود محبت میں پہلی بارے ہے جو وہ کرتی؟

مجھے یہ بھی یقین تھا کہ یہی میں اسے اپنے دل
کی ساری بات بتاؤں گا وہ ایک خوشگوار سی حیرت کے
ساتھ آنکھیں پیٹ پٹا کے رہ جائے گی۔

مجھے یہ بھی یقین تھا کہ ہم دونوں کے ایک ہوں
میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں سوائے میری کم عمری کے
اور وقت گزرتے کیا دیر لگتی ہے۔ پتہ بھی نہیں چلے گا
اور ایک کے بعد دوسرا، دوسرا کے بعد تیرساں
گزرے گا۔ میری ایکوکیشن کمپلیٹ ہو جائے گی۔
اور نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بس زیادہ نہیں تو
ہیں، اکیس کا ہی ہو جاؤں تو پہاڑے کہہ دوں گا کہ ہنی
سے میری شادی کروادیں۔ یہ یقین بھی تھا کہ پیا میری

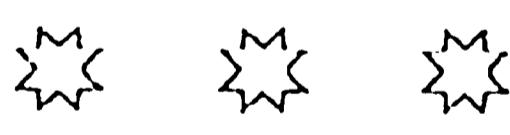
ہونا کوئی چرم ہے جس کی پیاواش میں مجھے ام ہانی سے دور
رہنے کی تعزیز سنائی جانے والی ہو۔
”پلیز داوی! آپ تو کبھی ایسی باتیں نہیں کرتی
تھیں۔“ لبجے میں بھی وہ گھبراہٹ تھی، جس نے ایکا
ایکی مجھے گھیر لیا تھا۔

اس کے لبجے سے چھپا لکھی ناگواری اس بات کا ثبوت
تھی کہ اسے بھی داوی کی بات بالکل پسند نہیں آئی۔

”نه میں اس کی معصومیت پر شک کر رہی ہوں نہ
تمہاری پاکیزہ نیت پر یہ ایک اصولی بات ہے اور یہ
اصول میں نہ یا تم نہ وضع نہیں کیے۔ یقیناً“ ان میں
کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہوگی۔ اگر سعد معصوم ہے
تو اسے معصوم رہنے دو۔ اس کی کم عمری اور معصومیت
کو کسی امتحان میں مست ڈالو۔“

”میری سمجھ میں آپ کی باتیں نہیں آرہیں۔“
اس نے نرمی سے میرا سر کھسکا کے تکیے پر کیا۔ میں ذرا
سا کسم سایا۔ احتیاجا۔“

”ضروری نہیں کہ جو بات سمجھ میں آجائے وہی مانی
جائے۔“ یہ داوی کا کہنا تھا مگر میرا نظریہ مختلف تھا۔ ام
ہانی کی فطرت یہ ہو سکتی تھی کہ وہ داوی کے نظریہ
سے مشق نہ ہونے کے باوجود آرام سے ان کی بات
مان گئی مگر میں تب تک کوئی بات نہ مانتا تھا جب تک
مجھے یقین نہ آ جائا کہ یہ بات ماننے میں میرا کوئی فائدہ ہو
سکتا ہے۔



ہنی نے مجھے اپنی کتاب میں پڑھنے کی اجازت کیا دی کہ
مجھے ایک اور در ھل کیا آگئی کا۔ پروین شاکر کی خوشبو
دیر تک میرے اندر کو مہکاتی رہتی۔

چہرہ میرا تھا، نگاہیں اس کی
خامشی میں بھی وہ باتیں اس کی
اس میں ایسا کیا تھا جو میں سمجھ رہتا پایا۔

نہ شام ہے نہ گھنٹی رات ہے نہ پچھلا پھر
عجیب رنگ تیری پشم سر میں سے میں
اس کی آنکھوں کی سرمنی سیاہی اور چہرے کی

اسے اس جگہ شادی نہیں کرنی یا۔۔۔ یا اس کی کوئی اور
مرضی ہے تو اسے مجھ سے بات کرنی چاہیے ہے مگر نہ چھپ
امن توکرنا چاہیے تھا۔ آخر میں اس کی بندگی جگہ ہوں
لیکن اس نے سعد کے ذریعے یہ بات پہنچانی اور بست
غاظ طریقے سے پہنچائی وہ بھی چھپتے اور اسے ان
محلات میں تھیسٹ کرام بلڈ۔ تم نے اپنا نہیں
کیا۔

اماکی اتنی ملولی بات میں میرے لیے بہت سی
حکایتیں باشکن ہیں ایک شیرین۔ بت دی۔
میں نے بے چکن ہوا کامنا اور لام کھلڑو والے سے
ڈائیکٹ نسل کام خود کرنے لگا۔ ام انہی کرسی سے
انٹھ کر رہا کے مطے لگ گئی تھیں اس نے ہون کے پیچے
سے اپنے باروں اکی گرفتاری میں جاگل کر رکھتے تھے اور
اپنا گل ان کے گل سے ملائے آنسو باری تھی جیزیت
اس کی آنکھوں سے سخت نہ لگ رہا تھا کہ یہ آنسو کی
تکلف یا رین کی وجہ سے نکل رہے تھے بلکہ اسی دلت
ان آنکھوں سے ایک لاہی تھا ہر روری تھی۔ وہ
سرت سے کیکا تے بجے میں ہماکو پیش لاری تھی۔

آنے والی کوئی بات نہیں۔ میں نے بھی اس
ناصلے کو راستہ برقرار رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ البتہ
اس کو تائی کا اعزاز فخر گروں میں کہ اس ناصلے کو
بائی کی بھی بھی کوشش نہیں کی۔ چاہئے کہ بد جو دو
بھی اور اس کی وجہ صرف میری بھگتی اور اپ
سے کچھ کرنے والی فراش کے کرنے کی نورت ہی بھی
نہیں آئی۔ آپ نے میرے لفیر کے یہی ہر ضرورت کا
دعاں رکھا بالکل ایسے جیسے کہیں بی۔ بھتی ہے۔ اسی
طریقہ کامیابی کی بنت ہوئی تو کرتی رہا مولی جب
کے ملے پا۔ آپ کے جانے ایک سے بات کرنے کا
معاملہ تو دادی کا گمراہ شاہزادی کو میرے جاب
کرنے پر امراض ہواں لے میں نے ان سے اپنی
خواہش طاہر کی اور پیلے آئی انی سوئے سعد سے میری
اس بارے میں بھی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اگر مجھے اس
ملٹے میں کوئی بات کرنا ہو قومی تو میں دادی سے یا آپ
سے کوئی۔ میں نے فی الحال شادی کے بارے میں

لہلہ ہی میں نے؟ کیا امہلی ہماری زندگی
امن توکرنا چاہیے تھا۔ آخر میں اس کی بندگی جگہ ہوں
لیکن اس نے سعد کے ذریعے یہ بات پہنچانی اور بست
غاظ طریقے سے پہنچائی وہ بھی چھپتے اور اسے ان
محلات میں تھیسٹ کرام بلڈ۔

اماکی اتنی ملولی بات میں میرے لیے بہت سی

حکایتیں باشکن ہیں ایک شیرین۔ بت دی۔
میں نے بے چکن ہوا کامنا اور لام کھلڑو والے سے
ڈائیکٹ نسل کام خود کرنے لگا۔ ام انہی کرسی سے
انٹھ کر رہا کے مطے لگ گئی تھیں اس نے ہون کے پیچے
سے اپنے باروں اکی گرفتاری میں جاگل کر رکھتے تھے اور
اپنا اعلیٰ کام نہیں کیا جاتا۔ اب بھی انہیں

اپنے بھابھی کو سعدیہ ساری بکواس بدار جگر
کیا۔ ایسا اعلیٰ پتی پوچھا ہوا۔
”ان کے شیش پر میں بونک کیا۔“

”میں ایسا ہے مانے؟“ میں نے ان کی بات
دی۔

”میں ایسا ہے چاکا۔“

”میں مانے کے احساس سے میں خوفزدہ نہیں
ہوں۔“

”امہل نہیں۔“

بات ان جائیں تھے۔ زندگی کو سچتا کتنا سل بے اور
سچتی سچ میں زندگی بھی تھی سل تھی تھے۔
”کیا مطلب؟ سہری مانائے تم سے تو کہہ دم
کہا وہ اہلی سے بات کر رہی تھیں۔“

”امہل اہلی تھیں کہ رہا ہوں کہ کیوں کر رہی تھیں۔“
”ایسے کہ کہہ دیں اس کے لیے خیال نہ کر سکے اس کے لیے اس
آئے ہوئے بھی تھیں ایک مل کر کے یاد کو اور
ایک مل کر کے یاد کو اس کے لیے خیال نہ کر سکے اس کے لیے
وہ دکا بوجا اس لیے میرا اور تمہارے انکل کافی نہیں
کہ اب تمہاری شادی کے سلے میں سچیدگی سے کچھ
سوچا جائے لیں کہ کچھ کچھ خوفزدہ ہے۔“

”کم تھا سہد! تمہاری ملائے کوئی فیصلہ نہیں
کیا۔“ اپنی کپٹی ہے۔ وہی نون فیضاً، وہی مہنڑہ،
لکھنٹ، تریلے اسے اور اس کی عصی میں سے مل لو اور
سچ سچ کچھ کر اپنی رائے دے دیتا۔ تاکہ تم بات آئے
بڑھائیں۔“

اس روڑ چیٹ کی وجہ سے کم سب اسی ناشتے پر
اکٹھتے تھے جب مانائے بیل بیل پر کیم لٹاٹے تو ہے یہ
تھیں۔ بیان ایک میں سال میں درباریا۔ اگرچہ ماہکی
ام اہل کے ساتھ ایک مشق میں تو وکار ایک دوست
نمہمان آئی کی طرح بھی چیز نہیں آئی مگر تما
روہیہ بست درشت یا لیے دیے رہتے والا بھی نہیں تھا،
اس کے بیل بیل نجات کیوں دے ماتے خائف رکارے۔
ہن سے بحث کرنے یا سوال کرنے کا تو اس نے بھی
سوچا تھا نہیں تھا جب کرنے کی خواہش نہیں اس
نے پیاسے اسی بیان کی تھی۔ اب بھی رہ غاموشی سے
سر جھکائے ان کو ستریں۔

بیڑے اور طیش کا ایک اہل اخماں جیچ پیٹ
میں شاخ کر جیڑہ شوکر کے ساتھ جیچے بھیٹھے کے بعد تیز
قدموں کے ساتھ باہر نکلنے لگا۔ سب نے بھی جریت
کے ساتھ درکھا۔ سیلی پاشت سے باری بکٹ گئی۔
”آپ سب کچھ بھجے دیوڑتے ہے۔“

110 - 111

پھر ہے چاک نہیں تو پسند ہے پسند کیماؤن توبعد میں انتہا
بے سعد تو ہیں۔ ”
”لیکن اب وہ اتنا بھی چھوٹا نہیں رہا کہ بات کو کہہ
بڑے سکے“ مانے اس کے گھل تھیسا کے اپنی ناراضی
ختم ہونے کا مشتعل دیا اور بھر سے بچتے موضوع بحثہ
لیا۔
”آن نہیں تو کلیٰ یہ کام تو ہوا ہی سے کیا اس کی
ضد کی خاطر میں ہر بھائے رکھنے کے کہ بھی“
سعد رضوان کی سرفی ہے، ”وہ ام الی گودور نہیں دیکھ
سکا۔“
”اوہ، ملا کہ جانے کا لیکھنا کہو ہے اس کے ساتھ اس کا
جس بات کا لیکھنا ویہ ہوا۔ ام الی ہما کے بغل
بہت تعلق نہیں ہے۔ کیا ہر جن بے اس میں اگر وہ میری
خاطر ام الی کو کھرمیں رکھ لیں، میں کھرمیں۔“ بھی
کہ لیشے کو دھونے کے لیے اس نے راضی خوشی اپنے
بارے میں سارے فیلے کرنے کے اقتیادات انہیں
سوں دیے اور مالا۔ اسی اختیار کے باہم آئے ہی
برہوں ہو گئے ارادوں کو کس تیزی سے پلے پکیل
مالے پنچائیں گی۔ میں جاناتا ہوں لیے میں روکھ گیا۔
”یہ چائے بیٹھے لور بیل اپسی ٹکریں چھوڑو۔
میری جانب سے طیب، پلیز کی قسم کا کوئی اندر نہ ڈکن
میں نہ لایں جو آپ ستر بھجنی ہیں میرے لیے وہی
بچھے اور سعد کی بات چھوڑیں،“ ماست جذباتی ہے اور
”نمیں ام الی اب، سرکش اور منہ پھنسنے شروع سے
ہے کہ میں نے اپنی کی ذہن داری سر اسرار رضوان کو
سوں کر سخت علیکی کی ہے۔ رضوان نے اسے
کلی، بھی چیزیں ایک سرت پوری کرنے کے بعد ختم تو ہوئی
حالی سے اپنے ہی ایک نے ایک نے ایک ایک روز دو ایسے تیزی
تکرام ہلے کے لیے یہ واقعی ایک حادثہ تھا، ایک سانچے
تھا۔ ایک میڈن ہونے والا قما مگر وہ تمی کہ اس
صدمے سے باہر نہ آ رہی تھی۔ اس کی دلیل دوں
انہیں سرکش دیکھ کر خواہوں میں پکولی پرست پتھر لگتے
اس کے کرے کے بندرو اوارے لے پہنچے ابھری
دو سوں کی نسبت زیادہ شدت سے ہونے لگتا ہے وہ

”آج ہم ملک میں پھر سے وہی کانے اگانے
نے آخری ہار بیل برش کئے تھے، ہے نہا؟“ میں نے پورا
پورا حساب کیا۔
”ارے تم نو تھے برش تو کر رہی ہو تو۔ یا اسے بھی
چھٹے گز ریگیا۔“ وہ سکے چاندیوں سے پانچ
بھر پور لو اکاری کرتے ہوئے گھر کے پیچے ہوا۔
”اکیں ہوں گندی پنچا۔“ کم از کم رانت تو صاف
کرو۔“
”دھبھتے کمی“ بد تیز۔“
اس روز اس میں اتنی تبدیلی تکی کہ اس نے خود
سے لایا اور اپنی پرستا ہمبووں والٹے نوں بعد اس کا افس
میں پلاؤں کا شہت بست کھینچ رکھ گی۔ وہ لوئی تو میں ایک میں
ریکٹ لیے اسی کے انتشار میں تھا۔
”اوہ پڑے سعد! آج نہیں سے بت تھک گئی ہوں۔“
میرا موڑ بھان کراس نے مت کی۔ میں نے نزدیک
رکھی ہرالی آگئے کھینچی۔
”چوچے خانزدے الی کوئی نہیں! پچھے اور جھکن
مانے ساتھ میں نیچو لے سوئے پہنچ اور روٹوں
بے تکر ہو کر کھانے جتابد لون میں سے کیا۔ بھی
صلوچ کا اچھہ نہیں لکھا یہ میں تمہارے لیے اپنے
خوبی کر تباہوں۔“
”تینکس یا لوئی کی نیتھی کی، جسے اب مالا کچھ عرصہ
سکی۔“ وہ وہیں بیٹھنے کی اور جائے اور اسیکس کے
ساتھ انصاف کرنے لگی۔
”تم تو اتنی بہت گندی پنچ بہت منہ تک نہیں
دھویا۔“
”میں آج ساہیٹ پنچی میں۔ آفس درک تھا اور
آف ہونے کے بعد میں فریش ہو کے وہیں میں بیٹھی
تھی۔“
”کل کا پارو گرام ہے؟“
”کل کا۔ کل تایید ملک پ۔“
”اوے!“ ارے الی کل تو اتفاق ہے ہے اتنے دن سے
روشنی دشرب تھی اس لیے چھٹی والے دن کا بھی
نے زبردست تھیں نہانے پہ بھر کیا تھا اور پرسوں تم
اندازہ ہوا۔“

”آج ہم ملک میں پھر سے وہی کانے اگانے
نے آخری ہار بیل برش کئے تھے، ہے نہا؟“ میں نے پورا
پورا حساب کیا۔
”ارے تم نو تھے برش تو کر رہی ہو تو۔ یا اسے بھی
چھٹے گز ریگیا۔“ وہ سکے چاندیوں سے پانچ
بھر پور لو اکاری کرتے ہوئے گھر کے پیچے ہوا۔
”اکیں ہوں گندی پنچا۔“ کم از کم رانت تو صاف
کرو۔“
”دھبھتے کمی“ بد تیز۔“
اس روز اس میں اتنی تبدیلی تکی کہ اس نے خود
سے لایا اور اپنی پرستا ہمبووں والٹے نوں بعد اس کا افس
میں پلاؤں کا شہت بست کھینچ رکھ گی۔ وہ لوئی تو میں ایک میں
ریکٹ لیے اسی کے انتشار میں تھا۔
”اوہ پڑے سعد! آج نہیں سے بت تھک گئی ہوں۔“
میرا موڑ بھان کراس نے مت کی۔ میں نے نزدیک
رکھی ہرالی آگئے کھینچی۔
”چوچے خانزدے الی کوئی نہیں! پچھے اور جھکن
مانے ساتھ میں نیچو لے سوئے پہنچ اور روٹوں
بے تکر ہو کر کھانے جتابد لون میں سے کیا۔ بھی
صلوچ کا اچھہ نہیں لکھا یہ میں تمہارے لیے اپنے
خوبی کر تباہوں۔“
”تینکس یا لوئی کی نیتھی کی، جسے اب مالا کچھ عرصہ
سکی۔“ وہ وہیں بیٹھنے کی اور جائے اور اسیکس کے
ساتھ انصاف کرنے لگی۔
”تم تو اتنی بہت گندی پنچ بہت منہ تک نہیں
دھویا۔“
”میں آج ساہیٹ پنچی میں۔ آفس درک تھا اور
آف ہونے کے بعد میں فریش ہو کے وہیں میں بیٹھی
تھی۔“
”کل کا پارو گرام ہے؟“
”کل کا۔ کل تایید ملک پ۔“
”اوے!“ ارے الی کل تو اتفاق ہے ہے اتنے دن سے
روشنی دشرب تھی اس لیے چھٹی والے دن کا بھی
نے زبردست تھیں نہانے پہ بھر کیا تھا اور پرسوں تم
اندازہ ہوا۔“

"ہم کے ہم اور ہے چار لوگے جلوشیں مجھے پہلے
میرے ایکراں تھے، پھر کل چلیں؟" میں پوچھا
پہلے ہی باتے بیخا تھا۔ اس نے بہن بنانی بھی چاہا، مگر
میرے آگے میں کی ایکسٹری۔
اس ملنے سمجھے اس پلے دن کی یاد شدت سے آئی،
بب ہمیں بار میں اس کے بہت بجور کرنے۔ یہاں
آنے پر تباہ ہوا تھا۔ کل نہ میرا انگلی قام حجے کے سمجھے
سمارہ تھی اور آج وہی سب کچھ میں کر رہا تھا۔ اس
کے پسندیدہ گھونس کے گھنیں میں نے رکھے تھے
دسمبر کا آخر تھا۔ وہنہ بھری اسی ریخ کو پہنچ لئے کافی تھے کہ
فیصلہ عجیب ساختا۔ مگر میں اس کی "انگلی تھاتے" کے
جو شیں میں موسم کی شدت تک بحالے بیخا تھے۔ آج
تھے ان آپ بہت بڑا بہت زدہ، اور سالگ ربا تھا اور وہ
میں ایک حد تک گھونپتا تو برکز مت بھولتا اور ساتھ میں
کوئی جواب پہنچوئی تھی، اور میں کیا کہا تو کہا
"تم میری بھروسے ہو تو کیا ہی کہنے؟"
کل ہے۔ وہ میرے شے کہ جرت سے ایک
دن میں نے "بڑے بیں" کا ہر احساس شدت سے
محسوس کیا۔ کچھ یہ فخر میرا سینہ چوڑا کرنے کو کافی تھا کہ
اسے اس سو گواری کیفت سے باہر لانے میں سب ہاکام
تبدیل اڑھ۔

"میں نے میاں کیا تھا، میں سیکھیں۔" ایک
لڑکے کو درخت کے تنے پر نام کھوئے دیکھ کر میں نے
کھا تو نور سے بیس پڑی۔
"ہم بہل کیوں نہیں، تل کی شکل بھی بنا اور اس
میں ایک حد تک گھونپتا تو برکز مت بھولتا اور ساتھ میں
کوئی جواب پہنچوئی تھی، اور میں کیا کہا تو کہا
"تم میری بھروسے ہو تو کیا ہی کہنے؟"
کل ہے۔ وہ میرے شے کہ جرت سے ایک
دن میں نے "بڑے بیں" کا ہر احساس شدت سے
محسوس کیا۔ کچھ یہ فخر میرا سینہ چوڑا کرنے کو کافی تھا کہ
اسے اس سو گواری کیفت سے باہر لانے میں سب ہاکام
رہے۔ میاں میرے بیٹھنے میں سیکھیں ہوں۔ میں
وقتی اس درخت پر اپنا اور تمہارا ہم لکھتا چلتا
ہوں۔ میں رکھتا چلتا ہوں کہ کہ شاری۔ شدی
کے بعد بہبھی تم اے دیکھو گی تو تمیں کیا کو
گھا۔"

بتہت کر کے میں نے اتنا کہا اور رک کے اس
کاروں کیختے لگا۔ میرا بھی بھر کے لئے سکر ساہما
تھا جانے کی کیا کہ دے۔ گھروپیے ہی ذہنے دہ دہ
کے ساتھ گماں۔ چلتی پھر کی خوب کرے ایک پتھر کا
مسلسل آگے چھلیتی اور والی سے کھٹے گی۔
"اے بیوی! ہر سوی خاصی ہے۔"
بیوں کو تسلیم کر لیا تھا۔ میں کچھ اور نہیں ہے تو رہنے
کی وجہ تو اپنی میری شاری کی گلزارے اور اب خود ذکر
لے کر پہنچنے کے اور اس بات کو جھوڑ دکھ لے رکھ کر
مجھے کیسا لگے گا۔ یہ سچوں کے میرے شوہر کو کیا لے گا
پہنچ جاتا ہے۔ اپنی سرداری میں لوگ اپنے کے آگے
اپنی زوجہ محترمہ کا نام ایک دسرے نام کے ساتھ

..... کیہ کر۔ کیوں میرا مستقبل مندوش
..... میرا مد رضوان یہر زادہ۔"
..... ایں تمارے شوہر کی اور اس کے سوچتے
..... اے آپ کو ترقی آئی شاد کے ہاں جانا تھا۔" میرے
..... وہ دو کو رکھا کر دخورہ ماکی طرف متوجہ ہو گئی ہو لان میں
..... پیغمی تھیں۔

۷۷ ۷۸ ۷۹

"اکی،" یہ بھی اپنے علی قلنی تم رہی ہے، تم
..... میں نے جب بھی بات کی کی کی ہے تو
..... ایس طرف کا نہیں کرے گا۔"
..... میں تو کچھ ایسا ہی تھا جو کہا بے ربط تھا
..... میں ہے اس کی لائروائی پر جل بھن رہا تھا کہ
..... میں نے بھی بات کو سمجھی ہے نہیں کہ رہی اے
..... کہا تھا اور کیا کہا کہا پڑھا لور کیا سکتا
..... کچھ کسی کچھ ان کی، اک کی سی روشنی
..... اس کے سرے درمیان اک بھتی کا ہمیں
..... بن کر جب بل کی، اک کی سی روشنی
..... اور کی تو اپنی روشنی تھی بھی کی۔ میں نے
..... کھین۔ میرے سمجھانے میں سے یا اس کے سمجھنے
..... ایں جو جاؤ لوگوں سے تو جسیں دشمنی ہے اور کسی
..... دشمنوں رو غم، بیکھے بیٹھے میں دباریہ تھے ضرور
..... مانے ہوتے ہیں۔ "آخر ہماراں کے اس نے کہا
..... پارکیٹ سے گھر کے اندر را خلی ہو رہی تھی۔
..... تم سے دشمنی نہیں، بھت ہے۔" میں اچانک
..... رہا۔

چلو ٹھیک تھا، مجھے بھت کا ترپنہ نہ آتا تھا مجھے
اخہار کا لیکن تھک میری حصارت تو کچھو کہ خود سے
ہلت ہر بڑی لڑکی سے بھت کر بخاہو میرے اپنے ہی
تیکی بھی ہے۔ میری تھافت تو یہ جو اس کے ہنات
کو بھت کہہ ہے۔ اس کی عنایت کو لانت جان یا اور
میری جلد بازی یہ تھی کہ میں نے اپنی بھت کو پہنچ کا
موعنی دیے گیا کیا ہی اتر کر اس کے سامنے دھر دیا۔
اوہ پھر ان بھت کے سامنے دھر دیا۔

"جن سے بھت ہو، پڑھنی بھی ہن سے ہی ہوتی
....." اور یہ جو میں سمجھتے بھر سے تمہاری منت کرتی پھر
..... کیا تھا۔ البتہ میں نے اس وقت اس موقع سے ناہم
..... اپنی پر کرتی تھی ہوں یہ بھی صرف اور صرف میر
..... میں نے گیاں اے لے کر اپنے اسکوں میں ریکارڈ کا تم

"اوہ، اور آج تھے میں بلکہ ساہول سے تمہاری ہر
..... الحانے کا سعیج لیا اور انی کو ز آفریکا
..... اپنی پر کرتی تھی ہوں یہ بھی صرف اور صرف میر

میں آنکھوں میں چھپی اک کی سی روشنی
..... میں نے جب بھی بات کی کی کی ہے تو
..... میں تو کچھ ایسا ہی تھا جو کہا بے ربط تھا
..... میں ہے اس کی لائروائی پر جل بھن رہا تھا کہ
..... کہا تھا اور کیا کہا کہا پڑھا لور کیا سکتا
..... کچھ کسی کچھ ان کی، اک کی سی روشنی
..... اس کے سرے درمیان اک بھتی کا ہمیں
..... بن کر جب بل کی، اک کی سی روشنی
..... اور کی تو اپنی روشنی تھی بھی کی۔ میں نے
..... کھین۔ میرے سمجھانے میں سے یا اس کے سمجھنے
..... ایں جو جاؤ لوگوں سے تو جسیں دشمنی ہے اور کسی
..... دشمنوں رو غم، بیکھے بیٹھے میں دباریہ تھے ضرور
..... مانے ہوتے ہیں۔ "آخر ہماراں کے اس نے کہا
..... پارکیٹ سے گھر کے اندر را خلی ہو رہی تھی۔
..... تم سے دشمنی نہیں، بھت ہے۔" میں اچانک
..... رہا۔

چلو ٹھیک تھا، مجھے بھت کا ترپنہ نہ آتا تھا مجھے

اخہار کا لیکن تھک میری حصارت تو کچھو کہ خود سے
ہلت ہر بڑی لڑکی سے بھت کر بخاہو میرے اپنے ہی
تیکی بھی ہے۔ میری تھافت تو یہ جو اس کے ہنات
کو بھت کہہ ہے۔ اس کی عنایت کو لانت جان یا اور
میری جلد بازی یہ تھی کہ میں نے اپنی بھت کو پہنچ کا
موعنی دیے گیا کیا ہی اتر کر اس کے سامنے دھر دیا۔
اوہ پھر ان بھت کے سامنے دھر دیا۔

"اوہ، اور آج تھے میں نے اس وقت اس موقع سے ناہم
..... الحانے کا سعیج لیا اور انی کو ز آفریکا
..... اپنی پر کرتی تھی ہوں یہ بھی صرف اور صرف میر

میں نے گیاں اے لے کر اپنے اسکوں میں ریکارڈ کا تم

"یار! کارنامہ تو تم نے ایسا کیا ہے کہ مجھے تمہیں ڈر وینا چاہیے لیکن خیر ممہ وہ پھر بھی سبی تمہاری رہیت بھی چھوٹی نہیں چاہیے لیکن کیا خیال ہے ڈر کے بجائے کل کا بچ نہ رکھ لیں، تم مجھے ویر سے آفس سے پک کر لینا۔ تمہیں توبہ ہے کہ میں ڈر برائے نام ہی لیشی ہوں، صرف ووہ یا سوپ اب ایسے ستے میں تو تمہیں نہیں چھوڑ سکتی۔ تم پہلی بار اپنی جیب وہیلی کر رے ہو میں تو اس خوشی میں کل کا ناشتہ بھی گول کر دوں گی تاکہ بچ زبردست ہو۔"

میرے لیے یہ بھی بہت تھا کہ وہ میرے ساتھ بچ تو کرنے پر تیار ہو گئی ہے۔ اس سے بہتر موقع اور کوئی نہیں تھا اس پر اپنے جذبوں کو آشکار کرنے کا اور اولیوں کرنے کے بعد مجھے یہ بھی لگنے لگا تھا کہ میں نے اب اپنے پکپن کو مکمل طور پر خیر یاد کر دیا ہے، یہی مناسب وقت ہے۔

وہ رات مجھ پر بہت بھاری گزری ایک یہجان تھا جس نے میرے پورے وجود کو اپنے قبضے میں لے رکھا تھا، ایک سنسنی یہی جو میری رگوں میں متلاطم تھی، ایک بے چینی یہی جو میرے حواسوں پر چھائی ہوتی تھی۔ میں بھی اٹھتا تھا۔ بھی بیٹھتا تھا۔ بھی باہر نکل کر اس کے کمرے کے دروازے کے باہر کھڑا ہو جاتا، کسی آہٹ کے کسی روشنی کے انتظار میں مکروہ جورات دیر تک پڑھنے کی عادی تھی، اب آفس جوان کرنے کے بعد رات کو جلد سونے لگی تھی۔

بھی میں لی وی آن کر لیتا، بھی ایک پیدھم سروں میں کوئی گاناسنے لگتا۔

میں رائٹنگ پیبل پر جا بیٹھا۔ مجھے ڈائری لکھنے کی عادت نہیں تھی نہ ہی میرے پاس کوئی ڈائری تھی۔ میں وہیں رکھ رائٹنگ پیڈ پر اپنے ول کاغذ بار نکلنے لگا۔ میں نے سب لکھ دالا۔ جو میں محسوس کر رہا تھا جو میرا ول چاہ رہا تھا۔ سب کچھ میں ایسا کرنے کے بعد مجھے خود میں ذرا سنبھلنے کے آهار نظر آئے۔ میں نے گھٹی دیکھی، پونے پاٹھ ہو رہے تھے۔ میں نیند سے بے حال ہو کر پیدھم پر گرا اور سو گیا۔

سائز ہے گیارہ کے قریب جب میں بیدا، صرف ایک وہمن سوار تھی کہ مجھے ایک ڈریا۔ بسی کے آفس پہنچا ہے وقت کم تھا اور تیار کرنا۔ ابھی تو مجھے راستے سے اس کے لیے گفت اور بھی لینا تھا۔ آدھ گھنٹے کے اندر اندر میں افرائیں تیار ہو کے گھر سے نکل گیا۔ ایک گھنٹہ شانہ پر صرف ہوا۔ سمجھ میں ہی نہ آ رہا تھا کہ کیا لوں سے نظر پھسلتی پھسلتی بالآخر ایک رنگ پر پلاٹنیم کی وہ پیش قیمت انگوٹھی صرف ایک ڈائمنڈ سے بھی بچتے ہے اسے خرید نہیں سکتا تھا۔ حرث سے اتھے آخر کار میں نے ایک تحفہ پسند کر رہی ایسا ایک رنگ واقع تھی جسے جدنازک سی سلووٹر مل رہا۔ پیسے شک اس رنگ جتنی قیمتی تو نہ تھی مگر اتنی تھی کہ نہ صرف میری اس ماہ کی پوری پاکٹ منی 111 کی بلکہ پچھلے کچھ عرصے سے کی کئی بچت اور اس رنگ کی خوشی میں پایا کی طرف سے ملی رقم بھی شرا ہو گئی۔ اس کے باوجود مجھے اس انگوٹھی کے نہ لے۔ ملال تھا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ جب بھی میر پا اسی رقم ہوئی میں یہ رنگ ضرور لوں گا۔

"گرامی" کے سوٹ میں ہاتھ میں سخ گلا بول بو کے تھا۔ جیب میں خوب صورت پیکنگ ہیں رکھی رست واقع لیے میں اس کے آفس کے میکر ان کا انتظار کر رہا تھا اور مجھے سخت مایوسی ہوئی اسے دیکھا۔ وہ عام سے جیسے میں تھی۔ یوں تو وہ خوش فوک بھی تھی اور خوش لباس بھی مگر آفس جانے کے کے لیے پیسے نہیں کیوں اس نے مخصوص طرز کے ڈریس تیار کر رکھے تھے۔ اس وقت بھی وہ بلکہ سبز رنگ کے پیسے ہریٹھ کے سوٹ میں تھی، بلکہ سبز رنگ کی شال اور رکھی تھی جس پر بھوری اور سرمی وھاریاں تھیں۔ براؤن لیدر کا شولڈر پیک اور رویہ، ہی بند بند نہ ماسا جوتا۔ مجھے ایسے بھی پسند تھی لیکن آج کے دن کے لیے میں نے پہنچ نہیں کیا کیا سوچ رکھا تھا۔ رات میرے ہر تصور میں وہ وہنک رنگ پیرا ہسن اور ڈر کے آتی رہی تھی۔

سری دیوی کی طرح شیفون کی سفید ساڑھی کا سینہ پر کولرتے ہوئے۔
ادھوری کی طرح بھمل شرارے کی کرنی بکرات ہوئے۔

سندھیا کی طرح جلیکی سیکھی کو ناز سے لونوں پا تکوں کی انگلیوں سے اٹھا کر شیئے کی سینڈل میں پچھوٹ پھوٹنے کی قدم اٹھاتے ہوئے۔
سنوارٹ کی طرح سب سے رخساروں پر گاب کی کلین سلاتے ہوئے۔

اٹھعل کو بھاک نہ نہ روپے باک کرو تھا۔
اویریم عالم ردوہ بنے فرش کے تمام عینے ۹۰،
رسیورٹس کے آنچے ٹریک جام خانہ یہ ہم کا بنا
تھال سب رسورٹ اون کے آنچے بارگنک کے ۷،
ٹلاش کرنی گازیوں اور ان میں بیٹھے لوگوں کو حوال۔

داؤ سدر رضوان پیرزادہ! آپ کمل سے ہو کر آ
رہے ہیں اور کمال کا ارادہ ہے؟ "اس نے میری^{تیاریوں} گورے سے بیر تکڑی کروچھا۔
میں گھر سے ہی آریاہوں اور گیا بھول ٹھیکیں، آج
ہیں اکٹھے بیٹھی کرتا ہے۔"

"بسوٹی کیڈیا؟ بس زرا تمہاری لیج دھج دکھ کر
مکھوک ہو گئی تھی کہ شاید تمہارا سین اور کامی
پروگرام ہو۔" ن آگے بڑھی اور ذرائیںکی سیٹ کو خالی
پاک گھوم کے سوال کیا۔

"ڈرائیور نہیں تھا؟ تمہیں کتنی بار کہاے کہ ابھی
تم ذرا چھٹے ہیں۔" اس نے اتنا ہی کہا اور میری اکٹھت
بھری خوش ساخت لاروائی کو کچھ کمزید پروردی نہ کیا۔

"بلطفت! ایمان سے بھوک کے اڑے حشرہ درا
تھا، میرا تو اون تھا،" کیس جگہ نہ لی تو پڑھتے سے
بہذ اپکی کووا کے بوئی ذرائیںکی کو دروگنی ہی بیس
بوجا کر لیں گے۔ "اس نے سلے سے رپر بڑے میل پا
بیٹھتے ہوئے کما تو اس کے اس پس سے لارادے پ
میرامہ بکریا۔

"تمہیں تو صرف ہیٹ پوچا جی پڑی ہوئی ہے۔ اگر
ڈرائیور نہیں تھیں، تمہاری ٹاؤنیں بری ہیں۔" میرے
کیوں آج کے اہمیوں میں رنگ میں بھنگ ڈالنے
والی بلت کرتے ہو۔ ہم تمہاری پاسیانی کو سیلبریت

کرنے ہارہے ہیں،" یہ نہ ہو کہ انہیں کہاں کی ساتھی آج
ڈرائیور نہیں کرنا چاہتا تھا،" اس لیے
اوہ رنگ کرنے کے لئے ہوئے زراسا اسکے
اضھر بیٹھنے کے لئے اس کا آنچے بھرے چھوٹے چھوٹے
سنوارٹ کی طرح سب سے رخساروں پر گاب کی
کلین سلاتے ہوئے۔

اویریم عالم ردوہ بنے فرش کے تمام عینے ۹۰،
رسیورٹس کے آنچے ٹریک جام خانہ یہ ہم کا بنا
تھال سب رسورٹ اون کے آنچے بارگنک کے ۷،
ٹلاش کرنی گازیوں اور ان میں بیٹھے لوگوں کو حوال۔

داؤ سدر رضوان پیرزادہ! آپ کمل سے ہو کر آ
رہے ہیں اور کمال کا ارادہ ہے؟ "اس نے میری^{تیاریوں} گورے سے بیر تکڑی کروچھا۔
میں گھر سے ہی آریاہوں اور گیا بھول ٹھیکیں، آج
ہیں اکٹھے بیٹھی کرتا ہے۔"

"بسوٹی کیڈیا؟ بس زرا تمہاری لیج دھج دکھ کر
مکھوک ہو گئی تھی کہ شاید تمہارا سین اور کامی
پروگرام ہو۔" ن آگے بڑھی اور ذرائیںکی سیٹ کو خالی
پاک گھوم کے سوال کیا۔

"ڈرائیور نہیں تھا؟ تمہیں کتنی بار کہاے کہ ابھی

تھیں کہ مذاق میں بھی،" کتنا فی براشتہ نہیں کرتی
کی وھی دھرمی بھی اس کا ڈرائیور تھا۔ اس لیے
اپنے تمہیں کم از کم ایک بار تو اپنے اور میرے پہنچانی
کے اڑے میں سوچنا چاہیے تھا۔" میں اسی تعلق کے
باڑے میں تو بات کر رہا ہوں اور اس باڑے میں اچھی
ٹھیکی سخن کی ایک خوش رنگ دخوش وضع
بی نہیں کر رکھ کے اس پیش کی۔ وہ پہنچتے ہوئے

"لیکن تم اسی لئے کے لئے خاص اہتمام بے تیار ہو
لے تیا، ول اور ایک ستم ہو کر۔" "ہبہ ہو گیا میری
ہبہ کو اکھیں لے کر تھا جو اسی خود ساختہ بزرگی اس لیے
اب بھوپا حد تک نہ کر رہی تھی اور میں تمہاری ساری جدید
اوہ ایکھی جست میں پیٹھنے کے درپے تھا۔

"اور تو کی میری طرف سے ہے وہ میں پوری کیے
ایسا ہے۔" میں نے کوت کے اندر رہنے والا اور گاب
کی اونھے محلی سخن کی ایک خوش رنگ دخوش وضع
بی نہیں کر رکھ کے اس پیش کی۔ وہ پہنچتے ہوئے

تم، اقی خجیدگی سے یہ سچوئے کہ تم نے مجھ سے کیا
چکھ کہا تو تمہیں خود سے بھی شرک آئے گی میرا سامنا
کرنا تو بت دو رکی بلت سے۔ ”و مشتعل ہو رہی تھی
مرنا کافانا سمجھ رہی ہو یادوں کا شش بھی نہیں کر
رہی تھی۔

آس پاس کوئی لڑکی نظر نہیں آئی اس لیے صرف ای
خوشی کو منانے کے لیے میں جسیں ہیں اے لارا
الکی باتیں کر رہا ہوں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ
طرع بچپن سے یہ رے ساختہ ساختہ سے اگرا ہے
تمارے نئے کے مظاہر میں اپنی سعد بندہ کم ہے؛
ہوں تو یہ تباہ بچپن کے جذبات میں تو گولی کھوت نہیں
ہوتا ہے۔ اب تو دل ہر لارا ہر لارش ہر بے ایال
تھی کہ باہاڑ بچے بھی غصہ آگیا۔

”کیا تندس؟ تم سینی خالد ہو چکا ہو؟
پولو؟“ میرے رعنی کے نئے دشلد بار نظلوں سے
محض کھٹی رینی پھر سر جھلک گے اپنا بیک اٹھاتے ہی۔
”تم وہ سد نہیں رہے ہے جائے کا اسیل نے بھی
وڑا کیا تھد تم تو ایک اچھی ہے سراسرا بیکی اور میں
کسی ابھی سے بلت سک کرنا پسند نہیں کریں گے کیا کہ
اہن کے ساتھ کہیں تباہوت گز اور ہے۔“

”سحد۔“ اس نے ایک گھنی اور طویل سائیں
بھری اور سیرے روہنے پڑے پہ ایک عجیب سی نظر
ڈال کر دی۔
”میں بھی سیل اسے مل میں جھپٹا کر رکھا ہے۔“

اسے اسی طرح بات کے شروع ہونے سے پلے
خیم کر کے ابھی دیکھ کر میں نے ایک سیکھے سے اس کا
پانچ سچ کر اسے اپس کریں تھے ساروں آسمان سک اڑا کے
نورا۔ اسی نزدوار طریقے سے میرا بھتی تھنکا۔ اس سے
سلی بھی کئی بار میں نے اس کا بھتی تھلایقا اسے بھوا تھا
گروہ دل بر انہم نہ ہوئی تھی۔

”تماشامت ہاؤ سحد۔“ اچا بک اسے احساس ہوا
کہ وہ کمل ہے تو تو از رہا کے بھجت شپرہ کرنے لگی۔
”تماشا تو تم میرا بھتی ہو ہیں اسی پوری بیات شے
بھری ہمیں ہمارا بھتی ہو ہیں۔ میرا صور کیا
ہے۔ آخر میں نے ایسا بھی کیا کہ دیا ہے۔“ میں
رہ بانسا ہو گیا۔ اپنی ہی آواز کی کچھ بھت نے تھے
اخس دلایا کہ میں جتنا بہانے کی کوئی حکیمی کر رہا ہوں۔
اہمی اتنا ہوا نہیں تب ہی تو اس کی ذمیت سے کھرا کے
میرے آنسو چھلنے کو بے تاب تھے میرا آنکھوں کی
نگی لور بیج کی بے چارگی نے شاید اسے بھی کچھ نہ مذا
کریا تھا۔

”تم یہ فتوی کیسے صدور کر سکتے ہو کہ جو نکلے بچھے اپنے
رعایت۔

”اے لیک تھے،“ میری صورت میں تمہیں بھی
خوشی کو منانے کے لیے میں جسیں ہیں اے لارا
الکی باتیں کر رہا ہوں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ
مرنا کافانا سمجھ رہی ہو یادوں کا شش بھی نہیں کر
رہی تھی۔

”اے لوبن،“ میرے خوب صورت رشتے کو سخت کرنے
طرع بچپن سے یہ رے ساختہ ساختہ سے اگرا ہے
تمارے نئے کے مظاہر میں اپنی سعد بندہ کم ہے؛
ہوں تو یہ تباہ بچپن کے جذبات میں تو گولی کھوت نہیں
ہوتا ہے۔ اب تو دل ہر لارا ہر لارش ہر بے ایال
سے پاک ہوتا ہے؛ جس کے بارے میں جو بھی جذہ
رکھتا ہے، جھا اور بے ساختہ رکھتا ہے تو یہ ایک نہ
کہ میں جسیں بچپن سے چھاتا آ رہا ہوں یہ کوئی کل
پرسوں کی اچھا کپڑا ہوئی محبت نہیں جسے میں اے
لیک تھے۔

”اے لوبن،“ میرے خوب صورت رشتے کو سخت کرنے والی کہ میرے لیے
کیا ہتر ہے کیا نہیں۔ ”میں گھوڑی سے نکل کر ایک دم
اس کے سامنے ہٹا۔ پہنچنے سے سر اپنے سکھ میں سے چھڑے چھڑے کیا تھا
کہ دل بھر کے لئے خوفزدہ ہوئی۔
”تم ہوئی کون ہو یہ فیصلہ کرنے والی کہ میرے لیے
کیا ہتر ہے کیا نہیں۔“ میں گھوڑی سے نکل کر ایک دم
اس کے سامنے ہٹا۔ پہنچنے سے سر اپنے سکھ میں سے چھڑے چھڑے
کیا تھا کہ دل بھر کے لئے خوفزدہ ہوئی۔“

”میں جسے بھر رہے ہو،“ مخدودت کرنا یاد راست کا
واہ راتوور کنار تم اپنی نشیول سوچ پر شرمدہ تک
گھم اور رہے ”اس نے گاہاں آنکھوں پر چھالا یہ،
اہل درست کرتے ہوئے اپنا بیک اور جہاں اکل انجیا
اہل درست کرتے ہوئے اپنا بیک اور جہاں اکل انجیا
ہے اہل جاتے جاتے پلٹ کر گہا۔

”میں جسے بھر رہے ہو،“ مخدودت کرنا یاد راست کا
واہ راتوور کنار تم اپنی نشیول سوچ پر شرمدہ تک
گھم اور رہے کی ہوئی تو پنجھے غصہ آتا۔ شدید غصہ
نے مرغ فصہ۔ تم سے من کرو تو میں پچھاڑے
ہوئے خوب بھی نہ کر سکا۔

”لیکن سعد۔“
اس کے لیکن میرے پر چینچ کر کے رکھ
دیے۔ میری پر واڑ کم کے ساکت ہوئی۔
”خدا کے لیے اس چاہت کو وہی چھبٹ رہتے ہیں،
بچپن کی چاہت دو ہر کھوت ہر بے ایکل سیاپک ہوتی
ہے۔ اس پر نت نے لیلیں مت لگاؤ۔ میں اب بھی
جنہیں دیے ہی چھپنا چاہتی ہوں، جیسے جسیں سیل بار
دیکھ کے چاہنے کی جا، من میں جائی تھی۔ میرا کوئی بن
یا بھائی نہیں تھا اور سیسی دیکھ کے میرا دل چاہتا تھا کہ
میں اس پارے سے بچے کرے۔“

”بچہ،“ میرے پر واڑ کم کے اوس سیت کت میں اس کے
خیچ گرتے ہی ایک پرال میری بچھے سے بے نیاز دیکھنا
کریا تھا۔

”تم یہ فتوی کیسے صدور کر سکتے ہو کہ جو نکلے بچھے اپنے
رعایت۔

اختیارات کو کہے سکا۔ اپنی بلند ہوتی آواز کے سور میں
اس شہر کی تونی محوس گردی۔ گلے چھات رکھے میں
لوری کے سے دلخباری جو پیلی آئے کے جانب چل
تھی تھی اس کے تدوین میں معمول سے زیاد تری
کے لیے یہ سفر کے لحاظ اور بے تباہ بے باہ
مجیت ہی ایک طریقہ ہو گی، اس پر مستعار سر کر
سے بھر لی جا رہی تھیں۔ میں پہنچ پہنچ باتھ۔ اس کا
دور ہو تو خود ہم اور وہ دلابو تو جا باتھ۔ یہاں تک
کہ وہ ایک ملکے بزرگ نظر کی طرح نظر رہا۔ میں بدھوئی
تھا نہیں وہ سڑک کاموڑہ میں تھی اسی میں لے میں اسے
دیکھنے والے سے قاصر تھا یا پھر آئندوں کے آگے
انتساب جن ہو گیا تھا کہ یہاں بتواب دے گئی تھی۔
میں تو اپنے آئی پس تماشا دیکھنے والا فروٹ سے بھی
بے خرفا جو سفرت پر دیکھ رہے تھے ایک ایک اور
لڑکے کو ایک لڑکی کو چھپرئے پر سر بازار تھیں
پرانے شایدی خوشام کے چھپے اخبار میں بھی تھیں۔

کہتے ہیں آفت یہ شکمی اکمل شکمی تھی، وہ
ساقہ قیاست، قبر اور عذاب دھیوں کو بھی کمیت الائی
ہے۔ ان کی کڑوی کسی بھی باتیں میرے اندر مکا
امریقی رہیں، میں سر تھک کئے خاموش کھرا تھا اندر ہر مل
ان کی ہربات کو روک رہا تھا۔
گریہ سب فی الحال ان سے کچھ کتابے کار تھا، وہ
میری کوئی بات نہ کے مودیں میں لگ رہتے تھے
میں ان کا خصوصی تھے، وہ سو قت طور پر انی کافم بھولتا
تھا، لیکن اب پھر تھے اس کے ہاتھوں ملے والی تتمیل
ستانے لگی۔
اگر ہمیانہ ہوا تو تاپیا کو خاموش کرانے کے لیے
بھری سڑک پر نہ والا تھی۔ لوارڈ گراؤنڈزے
اجنبی لوگوں کے سامنے لئے والی زلت نے شگتے اس
طریقہ تھیں میں نہ ہوا تھا، مگر پیلا کو اپنے کمرے میں
زدیک اگر میرے شلے پر لمحہ رکھ کے ہلاک سادا ہوا
اور سلے سے زرازم لجھیں شستے گئے۔
”وکیوبنا! وقت بھی ایک سانچیں رہتا۔ ایں

یہ وی سمجھے تھے جن پر میں ساری راہ
نکل گر کھاتا رہا تھا۔ پیتا قاتم تر دشمن خیال میں
نہ رہ سے اب بھی وہی رواجی پاپ لوری تھے۔
لیے اسے نہیں سمجھتے کہ اپنی تھی اسی ان کے لیے
کے لیے یہ سفر کے لحاظ اور بے تباہ بے باہ
مجیت ہی ایک طریقہ ہو گی، اس پر مستعار سر کر
سے بھر لی جا رہی تھیں۔ میں پہنچ پہنچ باتھ۔ اس کا
ان کا اپنا ”بومبار“ پیٹا بولو۔
”اکیا بکاں ہے یہ؟“ اسنوں نے کہا تو۔
لیے میں یہ سماں اور میرے آگے وہ کافنڈ لے رہا
سر جوہ کے رہ گیا۔
”وپا پیالا“ سمجھے ہاںکل سمجھنے سو بھر را تھا
کہتھا ہے۔
”میں اس ندر گھنٹا حرکت کر سکتے ہو“ اس کا،
بھی نہ تھا مجھے اتنی تیج حرکت کی کیسے تھے؟ ہمہ
تمکریں۔ اپنی اسی نیکی کی لڑکی اور وہ بھی ایک
جس کے ساتھ تم اس سڑکیں بھی بھائیوں کی مل
لے رہے ہیں۔“

ان کی کڑوی کسی بھی باتیں میرے اندر مکا
امریقی رہیں، میں سر تھک کئے خاموش کھرا تھا اندر ہر مل
ان کی ہربات کو روک رہا تھا۔
گریہ سب فی الحال ان سے کچھ کتابے کار تھا، وہ
میری کوئی بات نہ کے مودیں میں لگ رہتے تھے
میں ان کا خصوصی تھے، وہ سو قت طور پر انی کافم بھولتا
تھا، لیکن اب پھر تھے اس کے ہاتھوں ملے والی تتمیل
ستانے لگی۔
اگر ہمیانہ ہوا تو تاپیا کو خاموش کرانے کے لیے
میری ایک ای بات کافی تھی اگر سے ”لیما، ایں
ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔“ لیکن ایسا بھی
نہیں کہ سکتا۔ بھیتھے تھے اور تو بولا دیا۔ میں
خادوشی سے نکل اگر پیلا خود ہی مختنے پر کے
زدیک اگر میرے شلے پر لمحہ رکھ کے ہلاک سادا ہوا
اور سلے سے زرازم لجھیں شستے گئے۔
”وکیوبنا! وقت بھی ایک سانچیں رہتا۔ ایں

اور خیالات بھی بھی ایک سے نہیں
اُسے بذبھے الگ اور ہر سفر کے خیالات
لکھ سے غیب ہے جو درگز از رکھے تو اس عمر کی
سے پہلے ”باعم“ اور ”باعور“ بوجانے کا تھا۔
اُس شایدی سے بھت نہیں تھی۔
ترمیں اُسی لمحے سے لفٹے ہوئے سفر کے ایک ایک کی
میں اُسی دن بارہ غیر میں آئے کے بعد بھی اگر میرے ایں کی
میں ہو تو دیوار غیر میں آئے کے بعد بھی اگر میرے ایں کی
چیز کے حونے کے خوف سے بار بار سکرا تھا اور وہ کی
اُس اپنے گزرنے ہوئے کل سے منہ چھپائے
اُس اپنے ہمارے در میان بے اور میں کب تھے ام پالیا چھو
اُس کو خوف تھا کہ اب ہے تو کیا یہ خوف یہ تریب یہ محرومی یہ دکھ
دیکھنے کو ملے تو کیا یہ خوف یہ تریب یہ محرومی یہ دکھ
یہ سب بھی عکر کھاتا تھا اور وہی کا تھا۔ میں یہ تو
شایدی پاں۔ شایدی سمجھتے ہے۔
اپنی عمر کے سیلوویں سال میرے مل نے میرے
وہیں سے اس بھت کامیابی کی تھا اور میرے کی بھی ایک ایک
پوری صداقت سے اس کی تصدیق بھی کی تھی ایک ایک
مالیں بھی سنبھالنے سنھل رہی تھی۔
اُسی کی ذہنیت کے قورا“ بعد ایسا نہیں
اُس سیں ”میر خود میں سے پیکی شادار
لے پڑا۔ اسی مقدمہ کے لیے وہ آفس جانے سے
لہ بھرے کرے میں آئے تھے، اُسکے پوچھ
میں رہیں، ہمیں سمجھ پور اور کینیڈی میں سے کافی جانا
بھی لڑکا تھے، مجور کر دیا۔
بھی اُسی کی ایک اپنے فطری بھنس سے بے
اُس کو جب اسنوں نے بیل پل اور ایک سے ٹھیک
اُس کو پڑھا تو میں اپنی قیلہ بیک گرا اونٹی کی وجہ سے
جس سیٹ اپ کا حصہ تھا، وہ کوئی کم رنگار بھک اور پر
لیکھ نہ تھا۔
کر امریکہ کے شرپیا رک میں رہتا ایک الگ ای
یہاں میں اپنے ماں سے یہاں بھلی کے ساتھ میں
چھمچھے بیس سالوں سے یہاں بھلی کے ساتھ میں
تھے اور تیعنی ”اگر وہ ہوتے تو یہاں اس بھی کو جو
لئے اُس کے خیال میں میں بھلا کے۔ اُسکے پر اسے
ہاد از بلدا پنچ اس سوچ کا شرداں کو سکے۔
پنچ اور پانچ دو فوٹے سے میرے جذبات کا جس طرح
نوبی کی تھا اور ان ہی کی باتوں کی روشنی میں جس میں
ذہن وہاں اصلب کیا تو مجھے بھی دفعی یہ لئے لگا کہ یہ

وارث تھا، وہ سر ایک فوجوں انگریز اپنے کا اور تمارے ہوئے ہوئے بھی تو کیسے اتنے اتنے پروپول آئے تھے۔ لیکن اس لڑکی نے بھی بھی بھری اور ایک معقول سے انھیں تھک کے لیے بیو عام سے مل لیا۔

تھک راست سے ہے، اس کا کوئی ہی ہے، وہی تو باضابطہ طور پر رشت لائے ہیں اس کے حمراوی کے حرام ہانی کا بخیر کسی جوں جو اسکے ہیں کوہنا خاہر کر رہا ہے کہ یہ دو طرفہ بندی ہوگی۔“

”اتے کام طلب سے کہے۔“ مجھے پہلتے خشم نہ ہو رہی تھی کہ اسہی بھی بھی کسی سے محبت کر لئی ہے۔

”اہ! تو لوگ کیا مطلب ہے اسی کا۔“ لیکن بذات خود رکا پوچھ کر تھک شاک ہے اس لیے رضاوں نے زیاد اعتراف نہیں کیا۔ ویسی بھی ان کے اندازے لگ رہا تھا جسے انسیں صرف اہمیں کو رخصت کرنے سے روپی ہے ورنہ مجھے تو اس کا فیلی یہک مراد و نہ زیاد نہیں بھیلا۔“

اور پہاڑو سے رخصت کرنے کی زیادہ جلدی کس لیے تھی سرف میں جانتا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس حرکت پر وہ تھنتے اسی سچ پاکیوں نہ ہوئے ہوں۔ اس کی بیدائی سے بے چین بھی ہوتے ہوں گے اسے باخوبی وی گئی اس طاوونی کا خاتمه کرنے کا بہس بھی حل انسیں سوچا ہو گا۔

”تم نے بیا! نہیں کب آئکے ہو؟ یہ تمہارا الاست سفر ہے؟“

”جی! لیکن اس کے بعد میں نے کچھ کو رکر کرنے کا پلان کر کرما ہے اسے فریڈر کے ساتھ اس لیے ان چھٹوں میں آئیں اسکا۔“

”اس سے پہلے کون ہی چھٹوں تھیں؟“ میں تم آئے۔“ انہوں نے فکر کیے تھا۔

”مجھے قہلانے کے تھیں جوں جوں اس کی آب وہ ایسا یادی راس آئی۔“ شاید اب کم بھی بھی واپس تاپنے کرو۔“ ان کے لبھیں میں خوف تھا مددیشے تھے اور کچھ شکوئے بھی۔

”اسی بات نہیں ماؤ یہ بھی یہاں آنے کا فحول

”اہ! والی وہ ختم ہو گئی۔“

کمال بھیں تھے۔“ اب شناختا یہک بعد دیگرے ان سے دوستی کے دروان بار بار اس جاگا کر میں ہوں۔“ میں گرفتہ ہو گیا ہوں اور ہر بار ان میں سے کیا اے۔“ بے ہی اپ ہوئے کے بعد اپنے اس دن اجھاتے ہوئے میں موجود ”ریش“ اگر یہ محبت ہوئی تو اس احتی ایک کو کوئی دوسرے لاکے کے ساتھ دکھ کر مجھے بنیں نہ آئی۔“ غصہ آتا دکھ ہوتا۔ یہ محبت نہیں تھی، میں اس کی لام آنکھوں اور منی اسکرٹ کا جارو تھا ہو جسی جلدی پہنچا۔“ اتنی جلدی کا ترکیل۔“

یا پھر روتھے جاتے ہوئے یہ خیال آتا۔“ کل تک تو میں روتھے کے بارے میں سمجھی گئی۔“ پوچھ دیتھے اسکو کہنے اسی پر تاریخ آتا جاتا۔“ اس دن کے بعد میرا سارا ناکرنے پر بھی تاریخ نہیں۔“ تھی کہ میرے امریکہ جانے کی خبر پر بھی اسی نے یہ خود ساختہ گزیز ترکنہ کیلے۔“

چند دن ایسے ہی جمعیت کرھتے ہے۔ بھی کے عالم میں گزرے۔ مجھے اپنے دوڑے۔“ کسی بے جان چیز کا کلام دتا جسے جب چاہے کوئی اعتماد کے ساتھ اسکا تھا۔“ بھرپور رفتہ رفتہ بے بھی بے زاری اور جسمیں بہت کی دھنے پختے ہیں۔ میرا ایڈیشن ہو گیا۔ میں باہر نکلنے لگا۔

”ارے۔“ میں تو امریکہ میں ہوں،“ نیوار ک شی میں جنمی تھے کے خوب لے کر کھیتھے ہیں۔“ اپنی مرضی نہ چلے اور اپنے جذبوں کو جعلت قرار دیے جانے کی ساری فریڈریکن نکالنے پر بھرپور مونج تھا۔ یہ میں مجھے اپنے اندر کا غبار کانجدیں پر نکالنے کی ضورت نہ تھی۔ میں تو چاہتا کرتا جس سے چاہتا تھا۔ باں ہموں کے گھر میں رہتے کا ایک لامبا صورت حاکم کیں میں مزے خیور کر رہا تھا۔“ مگر مدد سے آگے نہ بہو ہاتا۔“ کیا ذرخواک اگر ماہبل کو پہاڑلے گیا تو بتلیاں تھیں میں

کی خاتون تھیں لور جیت انجیز ٹھوڑی انسوں نے اپنی اولاد کی تربیت بھی ایسے ہی کی تھی اس کی بولوں تھیں شادی شد تھیں بھن میں سے ایک کو تو شادی کر کے پاکستانی کے شرمندان رخصت کر کی تھیں جب کہ دوسری کی شادی نہ ہو جی میں رہنے والے ایکسا کھتلنے سے کی تھی،“ میرے فردا کا اکتوبر تھا۔ مجھے سے تم از کم چند پانچ سال رہا تھا اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔“ لیکن گھنٹی بھنچ پر میک پانچ سال ناذ نہیں رکھتی تھیں جیسی کہ وہ پورے اسحقان کے ساتھ اپنے بیٹے پر لاکو کرتی تھیں۔ ظاہر ہے میں ان کا ساری عرب زبان رکھتی،“ میک جملے مکمل گھر طاحول اور سکون میسر تھا۔ ظاہر ہے کہ پہلے پہل تو میں اسی بھنچ جاتا ہے خیال ساتھ دیتھے جسے اس طبع مجھے بسیں پہنچا۔“

سب سے زیاد غصہ مجھے اسہل پر آتا جاتا۔“ اس دن کے بعد میرا سارا ناکرنے پر بھی تاریخ نہیں۔“ تھی کہ میرے امریکہ جانے کی خبر پر بھی اسی نے یہ خود ساختہ گزیز ترکنہ کیلے۔“ چند دن ایسے ہی جمعیت کرھتے ہے۔ بھی کے عالم میں گزرے۔“ مجھے اپنے دوڑے۔“ کسی بے جان چیز کا کلام دتا جسے جب چاہے کوئی اعتماد کے ساتھ اسکا تھا۔“ بھرپور رفتہ رفتہ بے بھی بے زاری اور جسمیں بہت کی دھنے پختے ہیں۔ میرا ایڈیشن ہو گیا۔ میں باہر نکلنے لگا۔“ دھست بنے لگے۔“ میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہیں۔“

”ارے۔“ میں تو امریکہ میں ہوں،“ نیوار ک شی میں جنمی تھے کے خوب لے کر کھیتھے ہیں۔“ اپنی مرضی نہ چلے اور اپنے جذبوں کو جعلت قرار دیے جانے کی ساری فریڈریکن نکالنے پر بھرپور مونج تھا۔ یہ میں مجھے اپنے اندر کا غبار کانجدیں پر نکالنے کی ضورت نہ تھی۔ میں تو چاہتا کرتا جس سے چاہتا تھا۔ باں ہموں کے گھر میں رہتے کا ایک لامبا صورت حاکم کیں میں مزے خیور کر رہا تھا۔“ مگر مدد سے آگے نہ بہو ہاتا۔“ کیا ذرخواک اگر ماہبل کو پہاڑلے گیا تو بتلیاں تھیں میں

سیرا نہیں میلایا کا تھا اور شاید آپ کی مرضی بھی اسی میں شامل نہیں۔ آپ اگر امیا ہوں تو جس مقصد کے لیے آیا ہوں اسے مل دا کرو تو اکثر نہیں۔ اسی شادی کی شادی نہیں اکیں کونٹا سایدا مسئلہ ہے جو میرے بغیر حل نہیں ہو سکتا۔ کون سالاں کی شادی ہے۔

میں کہتے کہتے رک میا کر کون سالاں کی شادی ہے۔ سارے رستے خود کو لینے والا تین اہل میں سے ہو رہی ہے جو میرا آنا ضروری ہے۔ خفا خفا سے عمل کی اس ضروری شکل کا پیشہ میں خوبی ستر رہ۔ "اکمال اور تمہاری محبت کا یہ عالم تھا کہ اس کی شادی کے ذکر سے تم اچھرا کے الجھنا شروع کر دیتے تھے اور کمال اس کی شادی میں شرکت نہ کرنے کے لیے تمارے پاس میں وقت نہیں ہے۔ تجھ کا ہے کسی کے ایسے مل و رہی بھی چیز ہے۔ لیکن اب وہ بھے سے کوئی رابطہ نہ رکھے درمیان بھی کسی تیز پیدا مرگی کا فرزد ہے؟ وہاں "تم تو پورے امریکن، بن کے لوٹنے ہو رہے کم" تھیں گیا ہے۔ یہاں سارے اپنے لئے کم میں ہو گے۔ تم تماز کے چیزے لے کر کیوں ہوتے ہے جارہے ہو؟" "بھی قدیم تدوonth سانہاں لیا ہے۔ کنہ اس نذر ہو گیا سے سیرا بیٹا اور رنگ تو سیل۔ اہ ماف تھا۔ اب تو کچھ بیٹا بیٹا لگ رہا ہے۔" مارہ غلامیں اپنی ولی اکھی سے نہیں رکھا جب کہ قیامہ دی، بھی جو بانی نے میان کی تھی۔ میری صحت تھیں۔ رشک ہو چکی تھی۔ پھر تھیں سرل کا بھرپورہ مول نظر آتا تھا۔ میں نے چور نظلوں سے مسلمان خانہ کی سماں ہیات پاٹیں کرتی اہلی کا جائزہ لیا۔

"میں کو کوشش کریں گا" میں نے خودی خدا حفظ کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ انہیں تو میں نے صاف۔ بلا تھا۔ ایک اہل کی کوئی بڑی پیداوار نہیں۔ میں کو کسی اور دنایں ماننا اور سب سے بہتر کی صورت اور سر ایسے شادی میں بانی کی مرضی دور پسند بھی شامل ہے، اسکے لیے خاصیت تھی کہ عمر اس پر رک ہی گئی تھی۔" لب ستائیں سال کی عمر میں بھی انہیں میں سے زیاد کی نہ گلتی۔ چیزے کے نفعوں میں آج بھی وہی نہیں اور ماننت بھی جو اسے کم عمر کی مخصوص تھا اس کے سامنے آتی تھی میں پچھہ کرنے تھیں، اور معمولی حسین بھی نہ تھے مگر اس کی صورت اور سر ایسے بیٹے کی تھی کہ عمر اس پر رک ہی گئی تھی۔" اس نے تو نہیں کہتے لے دیتا کہ رکھ دیا تھا۔ ایک طرف تھا اس کے سامنے آتی تھی میں پچھہ کرنے تھیں، اور معمولی عطا کیلئی تھی دلاانک واری ستر تھیں کہ دوسری جانب اسے دیکھنے کی خواہ بھی شدید تھی۔ مازمت کرنے والی لڑکیوں کے چہرے کرخت ہو جیا کہ آخر اس میں ایسا ہے کیا جو بانی کو بھیلا۔ کیا میں اب

میں بیان تھا۔" میرے نظرے اس کی شفاف جلد چہرے تھا۔ اس سرتنی آنکھوں کی جگہ چند سے واحد اس کا ہزاراں پیسے بغیر بھی دو بخوبی سمجھ کی تھی کہ میں نے یہ بات کیوں کی۔

"تم اتنے مدارض ناراض سے کیوں رہنے لگے ہو۔" "کیوں نکد کوئی بھجے؟ راضی؟ رکھا ہی نہیں۔" "میرے تو پسل بھی ہست تھے اور بہت خوب ہوتے تھے، اب حاضر جو بلی پسل کے مقابلے میں دنی ہو گئی ہے۔" اور بھی ہست کچھ بے جو پسل کے مقابلے میں دکھا ہو گیا۔

"اے اس سے اپنی جاہب تھے با کروں اس کی شفافیت کا فنکشن اپنے تمام تھا۔" "اے اس انتقام کو تھا۔ اوگ ڈنر سے لفٹ... تھے تھے گھر کی پرانی طرز میں جیرالی اسے ایسا ہے۔" ایسا بھر کے احمدنا شروع کر دیتے تھے اور لیکن اب وہ بھے سے ایسے مل و رہی بھی چیز ہے۔ درمیان بھی کسی تیز پیدا مرگی کا فرزد ہے؟ وہاں "تم تو پورے امریکن، بن کے لوٹنے ہو رہے کم" تھیں گیا ہے۔ یہاں سارے اپنے لئے کم میں ہو گے۔ خودیلی ہی تباہ را محسوس کرے گی۔ ایک اہلی تو بھائی ہو اس کے اور اگر تم

"پلیز نہایت!" پلے کی طرح آج بھی یہ بات بھے اتھاں ہری کی کہ میری اگر فرشت ریسیور پر اور بھی خست ہوئی۔

اس کا کوئی بھی دیسے کا وسا تھا۔ بالکل اسی کی دم۔ جیساں چھوڑ کر یا تھا۔ نہیں اندر آتے ایک لگھیں دسل سلسلے کے وقت میں داخل ہو گیا ہوں۔ ابی کرست لانٹک دا لارٹ تھے، بیٹھے میں انہیں نکور امریبل کھلایا کرتے تھے، بیٹھے بیٹھے میں انہیں نکور لفسز میں سے ایک کو گھیٹ کر لیٹ جایا کرتا تھا۔ میں، یہیں اور سلور دا لال کا، اگ تھا جس کی سوپیں کو اپنے ہوئے دیجھے ذرا کمرے سے بھیجا کر تھیں کہ اپنے اس کے پڑھنے یا سوئے کا وقت جو بیسا ہے۔ یہی وہ اسی سافت پاک خروٹ کی کلکی کا سانکن بیڈھ جائیں گے کوئی لملکہ لگا کر تھیں۔ یہی وہ کرے اور دو اسٹ ایکن الکل تھا جو۔" میرا تھیں اس کے ہاتھ کی جاہب جتنی تھی ہے وہ بھی جھلا کے آئے ہو گے۔" اس نے حسب خادت ہو شادی سے بات ٹھی۔

"بھوئیں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو، اور بھاگا تم کوئی بھوئیں والی چیز ہو۔" میرا تھیں اس کے ہاتھ کی جاہب بیعا تھیں سے سلے، ترک کے انہوں کھنیں، وہی۔

"میرا خیل تھا تم سدھر پکے ہو گئے ہیں نے تمہیں اس کے ہاتھ کیں جانے سے پہلے اپنے اور تمہارے در میان سوچوں اس سو مری اور اجنبیت کو ختم کرنا چاہتی تھی۔ تمہارے امریکہ جانے کو بھی میں

بھی اس سے محبت کر تاہوں۔" کب تھی؟" بھی اس سے تھا۔" ہلے۔ شاید۔" میرے مجھے ایسا ہیا۔ اس سرتنی آنکھوں کی جگہ چند سے واحد اس کا ہزاراں پیسے بغیر بھی سمجھ کی تھی کہ میں نے یہ بات کیوں کی۔

"اے اس سے اپنی جاہب تھے با کروں اس کی شفافیت کا فنکشن اپنے تمام تھا۔" "اے اس انتقام کو تھا۔ اوگ ڈنر سے لفٹ... تھے تھے گھر کی پرانی طرز میں جیرالی اسے ایسا ہے۔" ایسا بھر کے احمدنا شروع کر دیتے تھے اور لیکن اب وہ بھے سے ایسے مل و رہی بھی چیز ہے۔ درمیان بھی کسی تیز پیدا مرگی کا فرزد ہے؟ وہاں "تم تو پورے امریکن، بن کے لوٹنے ہو رہے کم" تھیں گیا ہے۔ یہاں سارے اپنے لئے کم میں ہو گے۔ خودیلی ہی تباہ را محسوس کرے گی۔ ایک اہلی تو بھائی ہو اس کے اور اگر تم

بلل۔ ”

”پسلے تو تم پہ بناو کر یہ سُنٹال کیا ہوتا ہے، بھی رشتے ہے، ہم دونوں کے درمیان سالے ہونی کا، تم مجھے بھال جائیں، بھیا، دو لہماں غیر و کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔“

وہ چوتھا شخص تھا جو زمرہ سی اسی بھی کو مجھ سے لیے رشتے میں جوڑ رہا تھا۔ جس کا تمور بھی میں نہ کرنا چاہتا تھا۔

”تب سے کس نے کماکہ اپ پرے بھولی تھے ہیں۔ سب کوئی سن نہیں۔“ سب سے کبھی کی خلائق پر خور کیتے بغیر وہ تقدیر کا فرش پر لے گئی آئی نے تیار ہے تم دونوں کی وادی کے بارے میں کہ بت کم عمری سے تم اہم الامساں اپنے ہو گئے تھے۔

”میں بہت کم عمری سے، لیکن لوگ کہتے ہیں کہ کم عمری کے بذبات سلطی اور ملائیدار ہوتے ہیں، بلکہ ”کم عمر“ ہی ہوتے ہیں۔“

”میں سیرا تو خیال ہے کہ کم عمری میں پڑا ہونے والوں والہست چکاں زیادہ ویرایا اور شدت پسند ہوئی ہیں۔“

میں نے مجھ بتانے والی ظہوری سے اسے کہا جس کی پیشلا تینکن کا وہ کم اور وہ بے چینی سے اپنی میل میں رعنی تھی۔

”تینی دے، ام بالی کا دوست ہونے کے نتے تو تم مجھ سے زیادہ بے لطف ہونے کا منت رکھتے ہو، اگر تمیں سیرا سا بننے پر اندر اضاف سے تو تم پاریں جاؤ، اسے بھی کم تام سے پاپارتے ہو، مجھے بھی صرف بال کر لایا کرو۔“

”لیکن ہمیں میرے لیے صرف دوست نہیں دلتا اس سے بھی۔“ ”میں اس کی تجربہ کا بھروسہ لطف لے رہا تھا جو اپنکی میری بات بکٹ کر اکٹھ کر دیتی ہوئی تھی۔

”بلل! سیرا خیال ہے لب میں واپس چنان چاہیے۔“

”لیا سے وہی کہہوا، ہمیں نے کما تھا، تکریبا

کوئی بھی وقت تقریب پھوڑ کر آجائے جسے رشتے ہے، ہم دونوں کے درمیان سالے ہونی کا، تم مجھے بھال جائیں، بھیا، دو لہماں غیر و کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔“

وہ چوتھا شخص تھا جو زمرہ سی اسی بھی کو مجھ سے لیے رشتے میں جوڑ رہا تھا۔ جس کا تمور بھی میں نہ کرنا چاہتا تھا۔

”تب سے کس نے کماکہ اپ پرے بھولی تھے ہیں۔ سب کوئی سن نہیں۔“ سب سے کبھی کی خلائق پر خور کیتے بغیر وہ تقدیر کا فرش پر لے گئی آئی نے تیار ہے تم دونوں کی وادی کے بارے میں کہ بت کم عمری سے تم اہم الامساں اپنے ہو گئے تھے۔

”میں بہت کم عمری سے، لیکن لوگ کہتے ہیں کہ کم عمر“ ہی ہوتے ہیں۔“

”میں سیرا تو خیال ہے کہ کم عمری میں پڑا ہونے والوں والہست چکاں زیادہ ویرایا اور شدت پسند ہوئی ہیں۔“

”میں نے مجھ بتانے والی ظہوری سے اسے کہا جس کی پیشلا تینکن کا وہ کم اور وہ بے چینی سے اپنی میل میں رعنی تھی۔“

”میں سیرا تو خیال ہے کہ کم عمری میں پڑا ہونے والوں والہست چکاں زیادہ ویرایا اور شدت پسند ہوئی ہیں۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”میں نے آئیں اور کر کے اسے کھنی سے ادا۔“

”تمہرا زیادہ سوال کرنے کے بجائے تم ملے“ کوئی نہیں نہیں نے تم سے کہا۔

”میں کوئی نہیں نہیں کہا۔“

”سوال کیوں نہ کریں، میں کوئی تمہاری ای مدد ہے۔“

”صلتے کے بعد بخشنے لئے آہام شاید میری“

”میں نہیں اور کہ کیونکہ اس کے بعد“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”تمہاری شرمنگی سمجھ رہی تھی۔ لب پتا چلا ہے کہ“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

”کافر تھوڑی سی ذریعہ کیا تھا اسی حالت میں“

میں تماشا ہلنے کی آخر کیا تک ہے بھلا۔ اسے اتنا
احساس نہیں کہ یہاں اسی کے ذریعے کو اس کے یہ
تمہیں سرسری دالے ہیں اپنی سے مزے لے لے کر
دیکھ رہے ہیں۔

وہ آزاد دیا کے تک خخت ترین لمحے میں بات کرتے
ہوئے باری باری بیان اور ہلکی کو خوار نشوون سے دیکھے
رہی تھیں۔ فیکی یا توں سے لٹا ضرور ہوا تھا کہ ویا انی
کی حد کو چھوٹی لانی کم صمیح ہو کے اور گرد کھڑے
لوگوں کو دیکھنے لگی تھی۔ اس نظر کے بعد،
کریمان پھر والور بارے ہوئے انداز میں انہیں کھڑی
ہوئی۔

"یا! جانے سے پہلے صرف ایک وضاحت کروں
کہ ستمبھا میں تے میں نے پچھہ نہیں کیا۔ میں
نے واقعی پھر میں کیا۔ بالاں احمد کو پیش آئے والے
کلاں کے دن ماں اس کا ماتھہ منہ صاف کرنا یہ سب نہیں
سلک میں تو اپنے فرنڈز کے ساتھ۔"

"بیٹھ جائے ہے" میں سری یا بات کاٹ اور
میرے شان پر باقاعدہ رکھ کے مجھے خود سے قریب کیا۔
"میں جسماں ہوں بلکہ سب ہی جانے ہیں بلال احمد
اپنی تین رفتاری کی وجہ سے ایک بی۔ سے کارکرو
بیٹھا تھا ماری ماری جانے کا تو سوال ہی پیدا
ہنسیں ہو تو، ہمیں سے کی نے اس کی بات کو جذبہ کیا
کہ ستمبھا ابست اس وقت اس کی زندگی میں تے بھی تو میں
بیٹھ کر تھے کے ساتھیں میں نے مجھت کی۔

"سعد رضوان!" مجھت کرنے سے پہلے یہ سکہ
اور سمن۔ اب ستمبھا کے مرٹل سے گزر رہا تھا
میکارہ سل کی عمریں میں نے مجھت کی۔
سول سال کی عمر میں مجھت کا احمد حاسن ہوا۔
ستہ سال کی عمریں میں نے مجھت کا احمد کیا۔
اپنیں سل کی عمریں میں نے مجھت کا بولا۔
اور اب۔ اخبارہ سال بعد میں نے مجھت کو بیٹھ
شروع کیا۔
یہ پرعائی میرے حل کے پوچھ کو رفت رفت کرنا

"میں تم سے بھی بھی ناراض نہیں تھا۔"
انہوں نے مجھے گھر سے لے لایا۔

بلماک بہت کئے کے باد جو دیں نے اپنی رائی کی
تاریخ آگئے نہیں کروائی، میں اب اور دوبارہ نہیں کہا
چاہتا تھا، میں ام بانی کا دوبارہ سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا،
نئے عمر بھر شرمندہ کرتے رہنے کے لیے ہائی کی بس اس

دن کی باتیں ہی کہنی تھیں۔

بالاں بیل شایدی۔
اب تم تجھ کو پسلے سے زیادا دیا آتی ہو۔
ایم نہیں نے اس پوچھے اُڑا دیا تھا، میں کا خاطر کرنے
ا، ہاب سماں دم بھا تھا کہ ام بیل کا خاطر میری رفتار
، میا کرنے اُنہیں تھے اُنے دوست ہے ہوئے تھے
۔ ال خوبصورت مذرتی کا رذ کے ہمراں کا تھا
، تھر ساخت موصیل ہوا۔

میرے شایدی میں نہیں آتا کہ اس خط میں کیا تھا میں،
بل مالہب کروں تو کس انداز میں؟ تم سے
وت کروں تو کن لفاظ میں؟ تم سے معاں انگوں تو
میں اُنہاں کو میں کیا تھے کے پھر میں کا تھر شہ لاحق ہو جائے
ل ایسے ہاتھ کے پھر میں کا تھر شہ لاحق ہو جائے
س کے بغیر وہ اک پل جیسے کا تصور بھی نہ کر سکتا ہو تو
اہ اس کے حواس ایسے ہی تخلی ہو جاتے ہوں گے
ہے میرے ہوئے۔

و بالاں سے میری شدید محبت تھی جو میں تم سے اتنا
ہے، کہ شیخی یہ میری تھر سے غرفت نہیں تھیں میں عدا!
ہائیں کیں بھی ایسا کا کہ تمے بیال کو خلا لکھ
ہمہ تھے لیے غیر نہیں ہو، جیسیں میں آج سے نہیں کئی
اہ سے جاتی ہوں، لیکن سعد! میرا اپنی "چھان لور
ر" سے اعتماد اوناں اُنہیں کرنے والے بھی تو تھی
ا۔ اب میں نے کسی بھی شخص کو اندر سک جان لینے
ا، اگر نے تو ہی کہیں تو ہی کہیں کوئی تھی ایک بار
ا۔ متعلق تھا اور اس دعوے کو تمہیں ایک بار
ا، پہنچنے میں چیکیوں میں اڑو ٹھکل۔ شعلی یقیناً
ہمیں ہمیں تھاری اس حرکت کوں سے معاف
ہوئے۔

م و اپنی لوٹے تو ایک بار پھر تھاری زبان سے وہ
ہن کر میں نے فرض کر لیا کہ تم اب میرے بھیں
ہے، لے سے ظلم سے دست نہیں ہو۔ اسی لیے
ال کے لہکسپیٹھ پ میرا غائب گشت کیا اور میں پھر
ہے کسی تھیں الزام دیئے گئے۔ تھارے جانے
ہا، انکل نے اور خوبیں احمد نے مجھے بتایا کہ تم

شایدی۔

میری اس قدر بکواس سنتے کے بعد بھی میری خاطر کیا
کچھ کرتے رہے۔
تمارا بیال کو خون دیا اس کا خیال رکھنا اس کے
لئے راست دلت بھر جاتا۔
یہ سب میرے علم میں ہی اور میں اُنکا بھر پھر
سوق میں رُتھی ہوں کہ کیا اتنی بھتی تھی اُنھیں میرزا ریانے
کے بعد بھی کسی کو رکھنا نہیں تھا۔ تجھ سے پہلے جب
بھی میں نے تمارے ساتھ اپنے کرشنہ درتے کیا تو
میں نے خود کو خون بجا بھکھا کر جسکا تھا کہ
تھر سے اس سے بھی زیادہ بھتی تھے پیش تھا جسے ہے۔
لیکن آج سوچتی ہوں تو سولے افسوس کے اور کچھ
ہاتھ نہیں آتا۔ یہ السوس اس بہت کا ہے کہ میں کچھ
بھی کر لیتی تھی ستمارے ہے طل میں ایک کھانائی پیدا
نہیں کر سکتی تھی سیاہ میرے لیے علکن اسی نہیں تھا۔
نہ پہلے بھی نہ بعد میں، میں تماری محبت کا جواب
محبت سے دینے کے لیے خود کو نکل بھتی ہوں اور
یہ نالی میری زندگی کا سب سے بڑا افسوس ہے۔

و، کیا کہا جاتی تھی میں سمجھ بھی رہا تھا اور نیک
طرح سے کچھ بھی نہیں پایا تھا۔ صرف ایک احساس
تمباں اور ریک اتر تماں رہا تھا۔ اور وہ یہ کہ میں اس
"شایدی" سے بھی نہ نکلیاں گے۔
پاکستان چھوڑنے کے ساتھ علی میں نے اس جذبے
کو یہ بھیتھ کے لیے چھوڑ دیا جو میرے لیے بھیتھ ایک
مدد ہے اور لجھتے نہیں یہ جذبہ ضد تھی اُنکی یا مجھت
نفرت یا پھر کوئی تھر۔ یہ جو بھی تھامی نے اسے بھول
جانے کی کھم کھلی تھی کہ اس کا یہ خط اور سب سے
بڑھ کے افسوس نہیں پھر سے اس "شایدی" کی دلمل میں
وہنسا ہے۔

"اے مجھ سے محبت نہیں مگر کیا یہ کہ ہوئی بات ہے
کہ اس نے میری محبت کو تسلیم کیا اور یہ بھی کہ مجھ سے
محبت نہ کرنے اسے بھیتھ افسوس رہے گا۔"
میں خوش ہو گیا۔ حالت کیا اور یہ بھی
ہے تھی کہ میں خوٹی سے بے قابو ہو تا پھر تک، ایک
شخص کی بیوی تھی اس سے ظلم سے بھتھے بتایا کہ تم

مجبت بھی بے پروا کرتی تھی۔ اُنہوں نے یہ خط میری یاد
میں بے قرار بہو کے نہیں لکھا تھا بلکہ اسے اس روایے
کی بد صورتی کی مدد تر کرنے کے لیے لکھا تھا لور
اسے ایسا کرنا بھی چاہیے تھا یہ اس کا اندازی فرش تھا۔
کوئی احشان تو کر دیتی ہی نہ ہے اور اس خط میں بھلا
کیا لکھا تھا۔ یہی تاکہ وہ چاہے ہی تو میرے متعدد ایسا
بھی نہیں سچ لکھی پھر میں اتنے خوش کیوں ہو رہا ہوں۔

کیا صرف اس لیے کہ جس عجت کے بارے میں بھتے
خود تک ساختا کر شاید ہے اشیاء نہیں۔ اسے ہمیں نے
پوری تھالی سے شلیم کر لیا ہے
”گور شاید یہ بالل محمد در میان میں نہ ہوتا تو انہیں
تاہمی پا، افسوس کا، لمار بھی نہ کر پائی۔“
ایک اور شاید فعلت میں جگہ ہے۔
تمہارے رنگ بھی میں اور گمرے ہوتے جاتے ہیں
میں ڈرتاہوں

میرے افسوس کے اس خواب کا انعام کیا ہو گا
اے میرے اندر ون ذات کے تاریخ افر
جدبول کے ہیری وقت کی سمازش نہ ہو کوئی
تمہارے اس طبع پر کہ جوان کی آخری رسماں
دل سما بواہے
تو پھر تم کم ہی نہاد کو۔

॥ ॥ ॥

اس بار میں پانچ سویں کی طویل مدت کے بعد وطن
داہی لوٹ رہا تھا
ان پانچ سالوں میں بست کچھ نہیں بدلاتا، مگر جو دو
تندبیاں آئیں تھیں، وہ اتنی اہم تھیں کہ زندگی کی ساری
کیفیتیں کرنے کے بعد ان کی آخری رسماں بنیں ہیں۔

ایک تبدیلی تو تلقی تھی کہ میں نے خود اپنی کے
چاہک سارے گے دل کو مستقل مڑاگی کی راہ میں لگایا تھا
تھا۔ میں نے ہمیں کو بھلانے کی ہر ممکن کوشش کرنے کا
عہد کیا خود سے تو یہ تبریزی کا اگر میں اسے بھلانے
بھیلے پا تو کم از کم اس کے بارے میں اب چھپ ہوں میں
میں یا خوش فہمی کی مختاہ نہیں رکھتی۔ اس ایک خط

کے بعد ہمیں نے مجھ سے دبارہ رابطہ قائم کر لے
کو شش نہیں کی۔ میں نے بھی اس خط کا کوئی روپاں
ظاہر نہ کیا تھا۔ میں نے بالا در میا سے واخیہ لکھا تھا لور
کہہ دیا تھا کہ میں اب پا اتنا آئے میں دیکھ پا نہ
رکھتا۔ اسی لیے وہ خود ہی سل ڈینہ سل بید بھوٹے
ملے تھے اکٹھا کرتے۔

”و سری تبدیلی لاد سان پلے ہونے والیاں کی ہمایا
ونفات تھی۔ وہ میں میرے میں امریکہ آئے ہے۔
تھے ۱۱ بھی ساتھ تھے۔ توگ اس لمحہ میں کل
بیاریاں سمیت لاتے ہیں، مغلان کی نیت سے۔
یہیں کے شعبدہ گر زانہوں کی بدولت برسوں کی
ٹکلیف کر جھک کر بھٹک پڑے ہو کرو اپنی جاتے ہیں کمر
میرے پانچ سویں تھاں آئے اور آئے کے تیرتے ان
ہی انہیں بارث ائیک ہوا۔ ایسوں نہیں سے باہمیں
لے جاتے ہوئے راستے میں انہوں نے دم تو زیاد۔
پیلا کا کوئی قرعی عزیز یعنی ان باب بہمن بھلی لے
اب رہا نہیں تھا۔ انکوئی سیکھی بانی بھی ان دونوں
اپنے شوہر کے ساتھ عمولو اگرے کئی ہوئی تھی، اسی
لیے اسے شوہن کرنے کے بعد ان کی آخری رسماں
یہیں ادا کر کے تھیں کر دی تھی۔

میرے بعد میں ملائے بھی بست کما کر وہ میں
رک جائیں، تکرائیں اپنے وطن کی یاد ستریں تھیں۔
ویسے بھی یہیں وہ کوہ اتنی زندگی کرا رانا تو بھلی ہی کئی
تھیں۔ میں نے بھی خود گیرا کا تسلی جاہیں، ماکے کے لے
بستر کھبل وہاں جا کر وہ اپنے اگری شیشی شیش کی معرفت
میں گھن کر زندگی خلی جلدی خود کو یہاں اچانک وفات کے
صد سے سے تکالیباں میں کی۔ ہمیں ہمیں ہا جوں میں بنی
کسی روشنی کو در معرفت کے وہ تبلیغات اور یادیت ا
شکار ہو رہی تھیں۔ البته میں نے ان سے یہ وحدہ خوار
لے لیا کہ وہ ایک دو سالوں تک سلماں کا برفیں دامنہ ا
کر کے اور اپنا انشی شوٹ خشم کر کے میں اوسی میں
عہد کیا خود سے تو یہ تبریزی کے میں اسے بھلانے
بھیلے پا تو کم از کم اس کے بارے میں اب چھپ ہوں میں
میں یا خوش فہمی کی مختاہ نہیں رکھتی۔ اس ایک خط

کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ نہ تھی نہ تھی۔ اپنے
دھیان آئے پر میں نے بالا احمد کے بارے میں
ویرافت کیا۔ وہ چپ ہو گئی اور سر جھکا کے اپنی تھیں
سلئے تھیں۔ وہی اس کی پرانی حادثت میں نے ماں کی
طرف دیکھا تھا ان کے چہرے پر پاؤ اور ایسا ٹھی۔ میں
نے فی الحال اس سلے کو پھیڑا ہا مابین جاتا۔ بعد میں
اس کے اپنے گمراہے میں جانے کے بعد امام نے خود
بھیا۔

”غوری پنڈ کر کے شادی رچالی۔ اب خود ہی ہیزار
بیٹھی ہے۔ پلے و کھننا تھا کہ اس دیقاںلوںیں بھول میں
ہر درش پانے والے نہیں کہاں زیست کے ختم سے
ہزار اہو سکا ہے یا نہیں۔ کیا پلے اسے نہیں بھان تھا کہ
اس کی بان امروں شرکی نہیں کھل کا لوچ کرنے والی
اور ہوکی چوپی اکھاڑنے والی حورت ہے۔ پلے نہیں پا
تھاک۔“

”لما! ہوا کیا ہے؟“ میں ماں کی خلاستہ سننے کے
بجائے اصل بات جاننا چاہتا تھا۔

”بھوپالی کیا ہے؟“ وہی کل اور ہی تھی جو اس تھی کی
بے جو شاخوں کا تیجہ ہوئی ہے۔ تک آئی ہوں میں
تو۔ میں نے پلے دن رضوان کو داروں کیا تھا کہ یہ نہ
پوچھے ایسے ہی نہیں ہماری لڑکی رلوہ ہو سے۔ سارا
پیٹے کا حلی ہے اور میری باتیں تکلی۔ اب وہ غصہ

بیل احمد جس نے اسی وقت رضوان کی چہب سے
ہزار فرم میں ایک اچھی پوست لینے سے اکابر کردا
تھا لور جسے ام اپنی ایسے اسی کی خوبی اڑی علیا تھا۔ وہی
خود اور غیر غور غصہ اسہلی پر دباؤ دل رہا ہے کہ وہ اپنی
ساری جانیکاری اس کے نام کر دے اور یہ لڑکی جسے عمر خر
میں کی زندگی برپا کرنیں رہی، اب چنان کی طرح خد

پر اڑی ہے کہ وہ ایک دھیلا تک اسے نہ رے گی
حالانکہ وہ اس کا شوہر ہے اگر اس کی جانیکاری بکھلا سے
نہ کوئی اچھا کاروبار شروع کر لتا ہے تو اسی کا بھلا سے
بادہ ہزاری جا بیک پر کلی ہے۔ عذر سولہ بڑا رہو گذاشتا
ہے ہر اراد۔ ترقی کل کے دور میں کلی گزارا ہوتا ہے اور
اگر خدا نے دیا ہوا ہے تو کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے۔

اب پوچھتے ہی گئے جو ہو سب سے پہلے نظر آیا۔

مل اتنا۔

ند جیڑاں نگیاں بیکی کی دسکی تھیں۔ حالانکہ پانچ
ان ڈرہ کم نہیں ہے۔ تاہمی اس کے خصوصی سارے
11 کے بندھے ہوئے سیدھے سلکی ہاں۔ وہی اس
لے۔ مل، ملی شکاف سر تک آئیں جن میں دکھ نہیں
اپنی تھا۔ اوسی نجہد بھی تھی۔ میں ایک بار پھر
ہر ایک شیخ زادہ رہ سکتے۔

”واتھی“ اس سے زیادہ اوس آنکھیں میں نے
کی۔ مل، تھی اور میں بھی نہیں دیکھیں۔“

تیناٹاہنے اسے میرے بارے میں ہمیاں بھلا سے
لے کر اپنے سلے سے میں ہمیاں بھلا سے
کر کے اور اپنا انشی شوٹ خشم کر کے میں اوسی میں
اٹھا۔ ملے سے میں ہمیاں بھلا سے بھلے جو ہے
اٹھا۔ ملے سے میں ہمیاں بھلا سے بھلے جو ہے
میں اسی طرح ہی۔ یوں لگ رہا تھا ہمیں جو اسی اپنے
اگر خدا نے دیا ہوا ہے تو کیوں نہ فائدہ اٹھایا جائے۔

اب تک اندازہ نہیں ہو گیا کہ وہ کیسی ہے۔
”تم بیشہ سے میرے سامنے ہو، یہ دیکھا ہے میں
نے تمہیں کیا مجھے اندازہ نہیں کہ تم کتنے ہو۔“

”نہیں ہے اپنے کو اندازہ نہیں کر سکتا مجھے اس
یہ سکھار کرنے رہنے پر میں نیچ ہو گیا اور بچت رہ
”آپ کو اندازہ ہو گا مجھی لیے۔“ آپ صرف یہ کہہ تکی
تھیں کہ تم بیشہ سے میرے سامنے ہو تو ہبہت نہیں
کر سکتے۔ اپنی عمر کے ابتدائی چھ سال میں تھے تیکی
گودیں کزارے۔ اسکوں چلنے کے بعد میری زندہ
واری تجھے اور بیوڑے انھیلے ہیں آئیں اور
آپ باہلیں ہی کے لگر ہو گئیں۔ میں کس سمجھیکث
میں گزر رہا تھا مجھے کھانے میں کیا پانچ تھا؟ یا انہیں دوڑے
کر سکتے تھے کہ اپنے بات نہیں۔ میں نے پوری نظر
وچھی تھی کہ یاد ریڈیو گھر سے تھے رات کو کس وقت نید
آل گئی میں اپنا قاری و دوست کیے گرا را کرتا تھا۔ یہ
سب آپ نہیں جانتی تھیں نہ ہی آپ نے کہی جاتا
چاہا پھر آپ کس مل بوتے پر یہ دعا کرویں ہیں۔ مجھے
جانتے کار غواہ تے تو پلے حقیقت سن لیتے کہ آپ کے
اس پورہ پندرہ سالہ لڑکے نے جو کیا تملی بوش و
حوالیں سے ساری اپنی موجود بوجھ کے مطابق لیا۔ مجھے
آپ کی طرف سے گئی مکمل اندازی ہے تو بھی اور کھلی
چھوٹ نے وقت سے بت پہلے یا ڈیا تھا۔ یہاں میں
اتھی وضاحت کروں کہ میں محبت کو ”بیوی“ نہیں کہ
رہا گری میرے ماحول اور تربیت کی کمی نے بچھ پر جو
اثرات مرتب کیے ہیں کہ تجھیہ نکلا کہ میں نے محبت کو
بڑے ہی نعلوں میں میا اور بڑے ہی نعلوں انداز میں
اکے اتنی تک پہنچایا۔

”اب سارا رام میں تربیت ہے ائے گئے ہوتے
بھی آئی تھیں۔“ مادر نے لگیں۔ ”اس کی چالیں کیلی
تھیں سمجھدیں میں تمہارے آئے سے پہلے ان شوہر
سے الگ ہوئے کہ تیر کر کے یہاں آئی۔ جانتی ہے کہ
اب میں نے تمہاری شلوٹی کا ارادہ کر لیا ہے اس
لئے۔“

”پیز ماں آپ کو خدا کو اسلیہ ہے کہ اس پاک کو
لے لیا۔ اس کے سامنے ہے آپ کو
لے لیا۔“

”اے ناکی سے کہا۔
”یہاں اکم اکر کیہیں تو ایسا نہیں کر سکتا مجھے اس
لے لیا۔“ اسی درست لکھا ہے۔“

”اے بھی۔“

”اے بھی۔“ اس کا جاواہر چھاہوا ہے۔
”لے لے لیا۔“ بڑی غلطی کی جھیس آئے سے رہ دوڑ
کر سکتے۔ اپنی عمر کے ابتدائی چھ سال میں تھے تیکی
گودیں کزارے۔ اسکوں چلنے کے بعد میری زندہ
واری تجھے اور بیوڑے انھیلے ہیں آئیں اور
آپ باہلیں ہی کے لگر ہو گئیں۔ میں کس سمجھیکث
میں گزر رہا تھا مجھے کھانے میں کیا پانچ تھا؟ یا انہیں دوڑے
کر سکتے تھے کہ اپنے بات نہیں۔ میں نے پوری نظر
وچھی تھی کہ یاد ریڈیو گھر سے تھے رات کو کس وقت نید
آل گئی میں اپنا قاری و دوست کیے گرا را کرتا تھا۔ یہ
سب آپ نہیں جانتی تھیں نہ ہی آپ نے کہی جاتا
چاہا پھر آپ کس مل بوتے پر یہ دعا کرویں ہیں۔ مجھے
جانتے کار غواہ تے تو پلے حقیقت سن لیتے کہ آپ کے
اس پورہ پندرہ سالہ لڑکے نے جو کیا تملی بوش و
حوالیں سے ساری اپنی موجود بوجھ کے مطابق لیا۔ مجھے
آپ کو دیکھا ہے پہلے سامنے پہنچا۔“

”اے ناکا سمجھ۔“ میں ان کے اندازے پر جعل

”اے۔“ اکر کرچہ اس وقت پیرے دھرم دلکن میں دور
اے۔ ایسی گئی بات نہیں۔ میں نے پوری نظر
وچھی اور حقیقت پسندی سے اس سارے
ماں اچھی کیا تھا۔

”اے شایدی میں نعلوں بچھ رہی ہو۔“ میرے
”اے۔“ شرمند سے چرے کو اپنے دنوں ہاتھوں میں
لہ لٹلانے کیا۔

”نہہا بیا بیا نہیں تو یہاں کہی خیں سکتا۔“ اگر اس

اہ رہوں نے سب کچھ بھجوتے لاشیدہ رکھ کے
اہ۔“ اگہا، کیا ہوتا تو اس سب کی فوت اسی نہ

اہ۔ پہ، سالہ لڑکے کو جھلاتا شعور کیسے کہ دیں ایک

اہ۔ اور دیہی ہواں سے مگر من کنی سال بڑی ہو۔
اہ۔ لیے ایسے خذبات رکھ کر سب امہل کا کیا

اہ۔ اسی نے تھیس شری ہو گی۔ تھیس بھر کیا
اہ۔ ہن پر جو کر ایسے حالات پیدا کیے ہوں گے کہ

اہ۔“ اے سکسا!“ میں چلا اخلا۔“ آپ کو کیا ہو گیا

اہ۔“ تم کی سوچیں پال رکھی ہیں آپ نے ام
اہ۔ اسے میں ایسی بات آپ لیے کر لیتی ہیں۔ کیا

اہ۔ ایسی جانشی ہے۔“
”میں مرغ تھیں جانتی ہوں۔“ تم پیرے اکتوبر

اہ۔“ اسالوں سے آپ کے سامنے ہے آپ کو

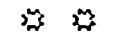
صلح ہے مقدہ دا بڑا کر دیا ہے میں
تو ہے اور رسولان نے بھی اس کے ہم تک شیرزے کر
رکھے ہوئے ہیں پھر کیا ضرورت ہے لئے تھیں تاں کے
مزارہ کرنے کی معمولی میلazat میں سر کمپائے کی
سرداروں کے اوپر بیش کے لئے چپ کر دیو۔ کم از کم الہ
”یکیں اس کا مطلب یہ بھی تو نہیں کہ وہ اپنے
کچھ شوہر اور سرال الدین کے جوابے کر کے خود خالی
ہاتھ ہو جائے ایسے تو ان لوگوں کا لامبی بڑھتا جائے گے
سیرات خیال ہے کہ ہلی چیزیں تکمیل مراج اور سختے
دلخی لزیک اگر اس حد تک آئی ہے تو وہ یقیناً ان لوگوں
کی بے عکی بیان کا عمل ہے۔“

”لب جو بھی ہے اگر جائیدار کے بدلے اس کا حکمر
اور حکمر تک پہنچی ہے تو کہا برآ جائے۔ کوئی کم جائیدار
نہیں اہم الہا کیا۔ بھائی صاحب کے دوں کی رام
کہانی ہے۔ بچاں لاکھ کے شیرزے تمہارے بیانے اس
کے ہنر کی تھے جب اس کی شلوٹی ہوئی تھی۔ اپنے
ہنر میں کا بیٹ تارو لا بلکہ تو اس کا ہے تھی۔ تمہارے
لیا تھے بھی اپنی زندگی میں اسلام تارو الافلیٹس اس کے
لئے کیا ہے تو تمہاری روکی نے بھی لاکھوں کی بیانیت
کے خاتمی ذورات کا ایک برا حصہ۔“

”ما پلیز۔“ آپ اس حساب کتاب کے جوابے غیر
چحت رہیں سے سوچیے بلکہ صرف روپے میے کی
رضوان نے اپنی اولادی طرح اس کی پروردش کی۔ اس
کی مانوس مکو اللہ کی جائیداد کی حاصلت کی۔ اے
اچھی تعلیم دی۔“ منصب پروردش کی اور تو اور اس کی
خاطر لکھتے بیٹے کو محترم ہو رکا۔ اسی کی پسندت
سے وہ اس کا ہم پلے تھا؟ شاید اسے بال احمد کی خود
ساندھ اور وہی خود رہی ہی نے ستارہ کیا ہوا در جب یہ
بلکہ اڑا بوجھ کو یہی میں وہ اتنا شدید رویہ اپنائے پر مجھو
ہوئی بھی۔“

”تو کسی نے مجھو کیا تھا اسے یہ شادی کرنے پر۔
اپنے کے نعلے پر دا اب۔“ پچھاڑی ہے اگر
سیکھیں ہمارے پسند کے رشتے پر ہل کر تیکھی تو نجاہتے
کرنے نہ ہو اس کے پسند کیتی۔ اگر ہمیں اس کے
لیے کچھ کرنا چاہیے تو صرف اس کے اس اعتماد
نعلے سے باز رکھیں۔ اسے مجھو کریں کہ وہ خلیفہ
مقدمہ والیں لے کر صلح مغلی کی بکش کرنے۔“

چھوڑ دیں۔ "ان کے آنسوؤں سے ٹھگرا کے میں نے
ان کے پا تھام لیے۔ کچھ یہ ذر ہمی تھا کہ مالکی
بدرت بخشنہ ہوتی آواز اتنی تکشہ چیز جائے
پہنچو گے"۔ سلیمان یہ دندو کو کہ اب تم اس کے جل میں نہ
اعمار رہتا جس کی میں حتحق تھی تو بھی یہ نہیں
دو گزار! میں نے سر تھام لیا۔



"تم یہ جب چھوڑ کیوں نہیں دیتیں۔" ملا کو
ملکن کرنے کے لیے میں انت طور پر دوچار روز تک
ہلی سے زرا کچھ اچھا سارا بادیے بھک پیا کہ اس کو اسکے
اس کے نام کرنے کا حوصلہ ہوتا تھا۔ اسے
کوئی فیض پہنچو۔ خود ای کی برس شروع کرو۔"
"وہ سارا سریلی ایک لامت ہے اتنی۔" وہ آٹھ
سے کستی اٹھ کھڑی ہوئی۔
"رایغ خراب ہے اس کا لامت۔ ہون۔"
بروڑا لی رہیں۔ "اس کا غصہ جو بجھے سے
زیادہ ملا کو حیران کر گیا اسی لیے اگا اسیل ان کی جانب
سے آیا۔

"تو چھر روز اتنے ٹھنڈوں کے لیے کمال ناہی
ہو جاتی ہو؟"

"بہت ہی جگہیں یہاں شرمنی بھی جیسی
ہو توں کے لیے، جہاں وہ کھلائی رہتی ہیں۔" وہ
کوئی حد نہیں ٹھنڈے کھلائی رہتی۔ "وہ
کوئی ضرورتیا تھا۔ اپنی شادی سے بھی پہلے پورا اسی
تھا تھا کہ میں بھتی کمی اس سے زیادتی کوئی نہ
جاننا اور کسی کو بھی یہ خواب بتاتا تو وہ بھتی اس را نہ
ترنے والی مشکلات سے آگاہ کر کے خوف زد کسدا
کو ششی کرے گا اور بیل نے وہی کیا جس کی مدد
کر افے دن ہی جھیں سر آنکھوں پر بھاکے لے
جاتے، لیکن تمہے تو مalf کہ یا کہ یہ میرزا تھی معاشرہ
کیا اور اب یہی دعہ مذالی کر رہا ہے، پہلے تھا،
تھا تھا کہ میں اس ساری براہی سے دھیلانک خود پر،
کرنے کی راداوار نہیں، بھاکر میں اس کے نام کو رہے
گرفتی تھے۔"

"اتھ ساول سے میں یہی کوشش تو گردی تھی
آنہ! لیکن سب کی کوئی حد ہوتی ہے، میں اس کے

ساتھ ہر حال میں گزارا کرنے کو تیار تھی۔ ان
معینی نگاہوں میں بھی راضی و مطمئن تھی۔ "اے
کرکے اس کا ٹوپی جو بھی باشندی تھی۔ اگر وہ بھی
خوشی میں خوش رہنے سے تاریخ پوتا شکھنے دے غرض
اعمار رہتا جس کی میں حتحق تھی تو بھی یہ نہیں
آتی۔"

"ٹھر سوال یہ ہے کہ تم سب کچھ ہوتے ہو سا
اٹھی گزارے لاق زندگی کیوں بس رکھیں۔ نجکی ۱۰
بینہ بے جاہے یوں کے ہم کو نہ کیا پہلی،
پورا گمراہ نہ تکہ سی کے خلاف جنگ لڑاہا۔ اسے
کوئی فیض پہنچو۔ خود ای کی برس شروع کرو۔"
"وہ سارا سریلی ایک لامت ہے اتنی۔" وہ آٹھ
سے کستی اٹھ کھڑی ہوئی۔
"رایغ خراب ہے اس کا لامت۔ ہون۔"
بروڑا لی رہیں۔



"سعدا یہ سیرا بست را خوب ہے۔ اتنا یہ،"
جتنی میں تکنی۔ میں نے بت پکے سے سوچ رکھا
کہ میں مالا یا اور داری کے ہم اzel سے اک توں
پاسہنہ بنیں گے۔ سیرے اسی خوب سے کوئی اندر
نہ تھا۔ داری نہ تھی۔ نہ اندر۔ ہل ہمیں نہ
کو ضرورتیا تھا۔ اپنی شادی سے بھی پہلے پورا اسی
تھا تھا کہ میں بھتی کمی اس سے زیادتی کوئی نہ
جاننا اور کسی کو بھی یہ خواب بتاتا تو وہ بھتی اس را نہ
ترنے والی مشکلات سے آگاہ کر کے خوف زد کسدا
کو ششی کرے گا اور بیل نے وہی کیا جس کی مدد
کے تو فتح رکھتی تھی۔ اسی نے میرزا تھی معاشرہ
کیا اور اب یہی دعہ مذالی کر رہا ہے، پہلے تھا،
تھا تھا کہ میں اس ساری براہی سے دھیلانک خود پر،
کرنے کی راداوار نہیں، بھاکر میں اس کے نام کو رہے
گرفتی تھے۔"

"اتھ ساول سے میں یہی کوشش تو گردی تھی
آنہ! لیکن سب کی کوئی حد ہوتی ہے، میں اس کے

گلتا ہے جیسے کبھی بھی محبت ہوئی نہ ہو۔"
اپنے ہی الفاظ مجھ پر سچ کے نئے دراگرنے
لئے۔

"ہر یار میں خود کو یقین دلا تاہوں کہ بالی کے لئے
میرے ول میں جب بھی جو بھی جذبہ پیدا ہوا ہے وہ
مخفی پسندیدگی اور کوشش ہے۔ اس کے بعد ان کا کوئی
ضد نہیں پیدا ہوئے والی سر کشی ہے، محبت ہیں۔ بار بار
میں اپنے ہی پھیلائے جاں میں پھیس کر اس محبت
سے تکب ہو جاتا ہوں۔ تب ایسا لتا ہے جیسے مل پا
ایسے کسی موس کا بھی گزر ہے ہو۔ اس کے لئے
آجھے تو کچھ میں ہوتا۔ مل بھی جائے تو مل نہیں
کھنکا پھر ایسے ہی احتجاب ہو جائے۔
بھی اس کی آنکھ کا کئی انسو، بھی اس کی بھنگی
زاغوں سے المحتار، انوسی میں ملک میں بسا جھوٹ۔ بھی
اس کی نرم مسکن کی کوئی بھولی بسری یاد ایکدم ہی
بھتی محبت کی پھوار میں بھکوڑتی سے لوڑ مجھے لتا ہے
جیسے میں بھی اس کی محبت سے کنارہ سکھ ہو ایسی نہیں
تھا۔ میں تو یہی سے اس کی محبت میں گرفتار ہوں۔ ایک
بار بھری پھوار کن من کن من کرتی تھے بھکوڑتی
بھی۔

"ہل میں ہنی سے محبت کرتا ہوں، یقیناً۔ یقیناً
میں اس سے محبت کرتا ہوں اور کرتا ہوں گا۔ کوئی
بھی بھتی اس محبت سے روک نہیں سکتا۔ میں خود بھی
نہیں۔ اب کوئی شایدی میرے اسی یقین کو لڑکوں نے
پر بھور نہیں کرے گے۔"

سچ کے یقینی یقینی رہتی۔
"سچ تھے۔" لہذا قاوس کے پاس الفاظ ختم
ہوئے ہوں۔ کالی در کے بعد بھی وہ ان رہنکوں کے
سو اور کچھ دھرا سکی۔ حالانکہ میں نے اس کی ہر
متوں بخت کی بواب میں کئی لاکی رٹ رکھتے اور
اپنا تقدیر کا یاں ہے لڑنے کے لیے صفائیاں بھی۔
"ہل بھی ایں جاؤ کہ بیکا ہے۔ اس سب باؤں کو

سچ کے یقینیں لور جسی یقین سیت سارے خالی ا
ہل طور پر ملکم کرنے کے لیے بکوبار سیٹ کہ،

تمہیں کیا وچپی محسوس ہو سکتی ہے مگر میں جیرا ہے۔
کہ اب بھی تم مجھے تو لگتا ہے کہ تم یہ سب
مجھے زیج کرنے کے لیے کہہ رہے ہو۔ تم بہانے ہا۔
سے صرف مجھے پریشان کرنا چاہتے ہو اور مجھے نہیں
”ہنی! پلیز ایسا مت کرو۔ میں تمہیں دکھو۔
سوچ بھی نہیں سکتا۔ تم مجھے بے حد عزیز ہو۔ میرا۔
کرو، میں صحیح تم سے محبت۔“ لیکن اس نے
بات کاٹ دی۔

”محبت؟ کیسی محبت؟ یہ اکیسویں صدی
سعد رضوان! یہ وہ وور نہیں کہ بغیر دیکھے بغیر جانتا
کو محض کسی کے نام سے ہی محبت ہو جائے۔“
کسی کا احساس ول میں پالے عمر تاواے۔ آج کی
اگر میں ہوتی بھی ہے تو کچھ دیکھ کر سارا۔
نقضان پر کہ کے مجھے دیکھو کیا میں تمہیں سود۔
تم کی عورت نظر آتی ہوں۔ میں نے زندگی میں
جس کو چلا، خلوص نیت سے چلا لیکن جب میں
بھی بلال احمد سے محبت کے سارے پہلوؤں کو سا
رکھا، اس کی ذات سے مجھے تحفظ مل رہا تھا۔ اما
کامل ذہنی ہم آہنگی تھی اور سب سے بڑھ کر یہا
اس نے میرے ویرینہ خواب کی تکمیل میں میرا۔
ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے اس محبت کو ا
لیے قطعی ضرر رسالہ نہ مجھتے ہوئے اس سے شما
کریں اور جب یہ احساس ہوا کہ یہ محبت زیاد کے
مجھے اور کچھ نہیں دے رہی۔ میرا سارا خلوص ا
ویاثت واری بے کار جا رہی ہے کیونکہ اس شخص کا
سب کی چاہ، ہی نہیں تو میری محبت آپوں آپ
ہو گئی۔ میں نے اس کا ہاتھ جھٹکنے میں ویرینہ لگائی۔ ا
یہ تم کس محبت کا فلسفہ لے کر میرے سامنے آئی۔
 بتاؤ، کیا ہے مجھے میں جس سے تمہیں عشق ہے۔“
وہلکی عمر کی عورت میں ایک پچیس چھپیں سالا۔
نوجوان کو کیا وچپی ہو سکتی ہے۔ مجھے میں ایسا آتا
جس کی تمہیں طلب ہے۔ عمروں کے اتنے فرز
ساتھ ہماری ذہنی ہم آہنگی تو صرکے بھی نہیں ہو۔
خاندان میرا بھی وہ ہے جو تمہارا ہے، پینک بیلنر،

بھول جاؤ جو ہمارے درمیان اتنے فاصلے پیدا کرنے کا
سبب بنتی تھیں۔ وہ سب پتا نہیں کیا تھا۔ قسمت کا
ایک چکر میری بد حواسی اپنے ہی محسوسات کے
بارے میں میری لا علمی تھی۔ تم مجھے سے تنفس ہو گئی اور
تمہاری نفرت کے بعد میں خود اپنے آپ سے بھی
ملاں ہو گیا۔ کیوں تمہاری نظریوں سے خود کو گرا یا مگر
میں غلط تھا، میں بلا وجہ خود سے نفرت کرتا رہا۔ میں نے
ہمیشہ تم سے محبت، ہی کی ہے ہنی! اور یہ وہی محبت
قطعی نہیں جو تمہارے خیال میں تھی۔ یعنی بچپن کی
انسیت اور ساتھ رہنے کی لگاؤ شد۔ اور نہ ہی یہ محبت
وہی تھی جیسا میں اتنا عرصہ سمجھتا رہا۔ یعنی وقت کشش
اور تمہاری خوبصورتی کی طلبی یہ تو بڑی سمجھی لگن اور
کھری چاہ تھی۔ میرا جرم تم سے محبت کرنا نہیں تھا
ہنی! میری غلطی اسے تمہارے آگے غلط اور بے دھنکے
پن سے ظاہر کرنا تھا۔ یہ فن شاید مجھے اب بھی نہیں
آیا، اسی لیے اب بھی میرے الفاظ تمہارے چہرے پ
شکنیں پھیلارہے ہیں، لیکن میرا تھیں کرو، مجھے
محبت کرنی آتی ہے یا نہیں، اس کے اظہار کا سلیقہ ہے یا
نہیں۔“

”بلیں کرو سعد! بس کرو۔“ وہ جیسے کراہی تھی۔

”نہ تم بار بار مجھے یہ وکھ دینے سے باز آوے کے نہ، ہی
میں یہ غلطی دہراتا رک کروں گی، ہر بار سب کچھ بھلا کر
تم سے پھر بے تکلف ہو جانے والی غلطی۔ اب تم اتنے
سالوں بعد لوٹے تو تمہیں دیکھتے ہی مجھے احساس ہوا کہ
تم بدل گئے ہو، بہت بدل گئے ہو۔ تم مجھے دیکھ کر نظریں
نہیں چڑا رہے تھے جیسے میری شادی کے وقت چڑا تے
تھے۔ تمہاری زبان مجھے زہر میں بچھے تیر نہیں بر سماں
تھی۔ میں نے ایک بار پھر از خود یہ فرض کر لیا کہ تم
سب بھول چکے ہو۔ وہیے بھی میرا خیال تھا کہ اب
ایک ایسی عورت میں تمہیں کیا وچپی ہو سکتی ہے جو
اپنی عمر کے شیں سال پورے کر کے چوڑھی دہائی پہ
گاہزن ہے اور جو عنقریب ایک طلاق یافتہ عورت
کھلانے کی اور جس نے اپنی ازدواجی زندگی کے پانچ تھے
سال گزار کے خود کو بخیر کر لیا ہے۔ اس عورت میں

"سی بات بال احمد نے بھی کہی تھی اور اسی دلتوں سے کہی کہی۔" "میں جسے پانے کے لیے دکھارے ہو، اتنی

"تم میرا مقابلہ اس کے ساتھ مت کرو۔"

"بلیں یہ مواد نہ تو ہو بھی نہیں سکتا۔ اس کی باتیں میں نے اس لیے ملے ہیں تھیں کہ میں اس سے محبت کرتی تھیں۔ محبت کرنے والوں کو سارے وہ دے آؤں لگتے ہیں لیکن تم سے تو میں محبت بھی نہیں کرتی۔ یہے انتبار کر سکتی ہوں۔"

وہ کرے سے لفٹ گئی اور میرے دریک مکھ پر ہٹے رہنے کا ارادہ ہوا کہ جراہ گیا۔

"تمپا اکل تو نہیں ہو سکے سعد!" میرے اس طرح

فیصلہ نادانی پڑے کہاں گئے۔

"میں ہست معحق بھوکیے پہت کر رہا ہوں۔"

"تمہاری کوچنے بھخت کی تو ساری صلاحیتیں اس نے خبط کر دی ہیں۔ تم کل نک کسے بھوکھ کے سیڑی پر ہیں جنہار بہتے ہیں کہاں کیں؟ اس کا کوئی کردار نہیں میری اس حرکت کے پیچے و راضی ہے تب ہی تم شدید اٹک کا سورج ہوتے ہو۔"

"نہیں وہ راضی کیا تو ہمیں اسے لورا ہی اور سے راضی نہیں ہو رہی کہ وہ اب کو کہیں پہنچانا چاہتی؟ اسی لیے میں آپ سے ورنوں کرنے آیا ہوں کہ پلیز مالا! اب اپنے روپے میں لگ ک پیدا کریں۔ اب کو کہیں نہ کہیں میری شادی تو فراہمی ہے پھر اسلاں کیوں نہیں؟ اس میں کیا برائی ہے؟ اب کہ مل سے تیار ہو جائیں گی اور میرے بجائے آپ خود ہمیں سے شادی کی بلت کریں گے اور ہمیں خود ہمیں جائے گی۔"

"میرے ایک اور چالیس تھیں جسی نہ جان پڑے اس کی چلا کریں۔ مجھے راضی کرنے کے لیے اس نے ایک اور بازی کی تھیں۔ اس طرح جیسی آئندگی کو رہیں۔

لیکن یہ کہن کھولنے کے سن لوئیں کسی قسم کی امور نہیں۔ بلکہ میلانگ میں ہیں توہین گئیں۔ تم اسی پلٹزیاڑی بھانپ نہیں سکتے۔ میں سب بھوکھی کی پلٹزیاڑی بھانپ نہیں ہوں گے۔" تم

اور بھی سے پچھنچا راپنے کے لیے ظاہرے ہو، اتنی اسی بھجھ سے پچھنچا راپنے کے لیے ظاہرے ہو۔ اسی بھجھ سے پچھنچا راپنے کے لیے ظاہرے ہو۔ اسی میں اس بک جنالی ہو گی۔ تمہارے بلند و بالک لہو ہوئے کہ حقیقت کوئی جائے گی۔"

"ایں نے ایک بار پلے بھی جیسی بیانات کیے تھیں۔ وہ کہ میں نے سفر تھا۔"

"میں یاد کر رہا ہوں۔"

وہ اس لیے میں محبت بھی بیش جوان اور

بیرونی تھیں۔

"ایسا مرت کو سعد! آئی کا تمہارے سوالوں کی

جوابیں۔ کیون ان کی ناراضی مولیٰ لیتے ہو۔ بیڑا ہمیں آں کے سوالوں کوئی نہیں۔ میں کراہ اکن کی نکولوں سے

چھوٹے ہی ہو۔ یہ بات کیوں نہیں کہیجی تھے؟"

میرے سطلل اس کے چہرے کو کھٹتے رشتے سے داڑدہ ہوئی اور قیچنے پیچنے اب بدھم آوازیں کہنی بینڈ پر شیخ

گئی۔ میں اور آئنے ہوا۔

"میرا جھوڈ کھو۔" میرے لبے میں خالی کیا سفر تھا کہ

وہ اس حکم پر پورا اٹھا کے بھجن دیکھنے لی۔

"میں میں جھوٹا لکھوں؟ میں سلے میں تم سے

چھوٹا سفیر تھا لیکن لب پر جھوٹا تمہوں کی لکھی اور

میں بڑا ہو گیا ہو۔" یہ میں بھی جانتا تھا کہ میری دلیں

ایکدم پوکانہ ہے، وہ بھی طفترے سکرداری۔

"اے اور اس ایس لیے نہیں ہوا سعد! اک

تمہارے دل میں طلب بیل ہے، خند زندہ ہے۔ بس

طلب پوری ہو جائے، خند بیت جائے تو جذبے سے

پرانے میں وقت نہیں لگاتے یہ میرا بھر جو ہے دوپتی

تم سے زیاد ہے اپنے "بیل" کے بھیات سے سزا

حاصل کرنا چاہیے سعد!" اس نے بھٹکے چڑائے کی

کوشش کی۔

"ایک بیٹ بتاؤں بنی؟" میں نے اسے اور انکے

دی۔ "جب بھی تم ایسے بات کرنی ہو، میرے اندر کی

خند اور توہا بوجانی ہے۔" اور یہ حقیقت گئی۔

"تم بن گئے کہ یہ خند ہے۔ کیوں اپنی خند کے

ہاتھوں۔"

"یہ محبت ہے، بنی! اور ایک دن میں جیسی ہے تا:

کرو کر رہوں گا۔"

"چلوں نے تعلیم کیا؟ اب تم بھی میں جاؤ کیا۔ اگر

محبت ہے، بھی تو ہمارا ساتھ اس محبت کی صوت ہو گا۔"

خلع بھی اسی لیے لے رہی ہوں۔"

پرپن میں تم مجھ سے کئی لکنا زیادہ ہو پھر کیا ہے جو

سیسی چاہیے۔"

"تم سرف اور صرف تم۔"

"کیوں سر اسے سب نہیں کیا۔" دلتے غصے میں

تھی تھا کہ ظاہر گردی ہے۔"

تج اس کی کسی بات پر میری نظریں جھک رہی

جیسیں نہیں سر اسی لیے کہ آئی سیرے اندر کوں چور

"شاپر" نہیں تھا۔ مکل نہیں اور اعماق مجھے سر بلند کیے

ہوئے تھا۔

"تم پسلے بھی بھوٹے چھوٹے تھے، اب بھی

چھوٹے ہی ہو۔ یہ بات کیوں نہیں کہیجی تھے؟"

میرے سطلل اس کے چہرے کو کھٹتے رشتے سے داڑدہ ہوئی اور قیچنے پیچنے اب بدھم آوازیں کہنی بینڈ پر شیخ

گئی۔ میں اور آئنے ہوا۔

"میرا جھوڈ کھو۔" میرے لبے میں خالی کیا سفر تھا کہ

وہ اس حکم پر پورا اٹھا کے بھجن دیکھنے لی۔

"میں میں جھوٹا لکھوں؟ میں سلے میں تم سے

چھوٹا سفیر تھا لیکن لب پر جھوٹا تمہوں کی لکھی اور

میں بڑا ہو گیا ہو۔" یہ میں بھی جانتا تھا کہ میری دلیں

ایکدم پوکانہ ہے، وہ بھی طفترے سکرداری۔

"اے اور اس ایس لیے نہیں ہوا سعد! اک

تمہارے دل میں طلب بیل ہے، خند زندہ ہے۔ بس

طلب پوری ہو جائے، خند بیت جائے تو جذبے سے

پرانے میں وقت نہیں لگاتے یہ میرا بھر جو ہے دوپتی

تم سے زیاد ہے اپنے "بیل" کے بھیات سے سزا

حاصل کرنا چاہیے سعد!" اس نے بھٹکے چڑائے کی

کوشش کی۔

"ایک بیٹ بتاؤں بنی؟" میں نے اسے اور انکے

دی۔ "جب بھی تم ایسے بات کرنی ہو، میرے اندر کی

خند اور توہا بوجانی ہے۔" اور یہ حقیقت گئی۔

"تم بن گئے کہ یہ خند ہے۔ کیوں اپنی خند کے

ہاتھوں۔"

"یہ محبت ہے، بنی! اور ایک دن میں جیسی ہے تا:

کرو کر رہوں گا۔"

"چلوں نے تعلیم کیا؟ اب تم بھی میں جاؤ کیا۔ اگر

محبت ہے، بھی تو ہمارا ساتھ اس محبت کی صوت ہو گا۔"

خلع بھی اسی لیے لے رہی ہوں۔"

ہوں اور کبھی اس کے مخصوصے پورے نہ ہونے دوں
گی۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ میری گزندوں کی جائیداد کا
اکتوبر و اپریل خوبصورت، صحت مند، دین، آخام

یافت، ہر ٹم کے عیب سے باکس کیا خودرت بے مجھ
میں رچمنڈ لڑکیں ایک فرینڈ کے ساتھ قیمت شیر
تما۔ لیکن شادی کے بعد ظاہر ہے کہ میں اسے

ٹلان، یا نہ خودرت کی سو بیٹے کے لئے ہوں۔

”آنٹی۔“ تیکی سی دستکی ساتھ ہمیں اسی میں ہے ام
انتظامات کر لیتے تھے کہ جب میں رائی کے لئے کارڈ
اکس تو ملادھ پر ضرور ہو گئیں، مگر اپنے چرے کے
ناشر است براہمی کو لدار کرنے کی حوصلہ گوارانی کی۔

”آنٹی۔“ تیکی آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔“
”جس اور پچھے سننے کی حوصلہ ہیں ہے مجھے۔“

بڑیاں میں گھر بیٹی نظر انداز کر گئی۔
”میں نے ایک فیصلہ کیا ہے، بست سوچ کجھ
کے۔ ہر طرح سے جانچ پر کوئی۔ اور میرا خیال
ہے۔ اور اس مدد بھی کہ کسی میرے لئے بہتر ہے۔ اس
کے پر سکون ہے اور مطمئن انداز۔ ما خلکیں۔ میں
بھی ہزاروں خوش لکھنیں میں کھر گی۔

”میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں ایں احمد سے خل
لینے کا ارادہ ترک کر دیں۔ میں میں وقت اپنے وکیل
کے پاس ہی جا رہی تھی، اماں مقدمہ واپس لینے کی
کارروائی کا آغاز ہے۔“ آپ بھی تو کسی چاہتی تھیں
تھیں آئینی کہ میرا گھر پر اسے میں نے سوچا کہ بڑیں کی
بلسانی لینے میں ہری بھالی پہن ہوتی ہے۔“

”میں نے زدید اظہروں سے بھنڈا دیکھ کر تلایا جبکہ
پوریں میں نہ تھا، وہ مجھے مدد کرنی تھی۔“

”آپ اب تو خوش ہیں نا آئیں بھنڈے عطا خود دیجئے
گا کہ میں نے سرے سے اپنی شادی شدید زندگی کا آغاز
کر سکوں اور اسے خوش اسلوی سے بند سکوں۔“

”میں فی الحال کچھ کئے یا کوئی بھی در عمل ظاہر کرنے کی
پوریں میں نہ تھا، وہ مجھے مدد کرنی تھی۔“

”آپ اب تو خوش ہیں نا آئیں بھنڈے عطا خود دیجئے
گا کہ میں نے سرے سے اپنی شادی شدید زندگی کا آغاز
کر سکوں اور اسے خوش اسلوی سے بند سکوں۔“

”ہمارا کے قریب آئی تو حیران حیران کی ماں کچھ کہ
بھنڈے سکیں۔ فقط اس کا شانہ چھپتے کر دیں۔“

اس دن ام بانی نے اپنا خلغم کا تقدیر دیکھ لیتا
دیوارے بیال احمد کے گھر جائے کافی مدد سا کرئے اس

تلکیف دی تھیت سے روشنیں کرایا تھا کہ میں،
بھی کربوں، چاہے جان بھی اوسے کر لے اپنی بھنڈا

اس وقت میں رات ہلائے نہیاں کسے مگر
اے باریا جائے اس سے محروم تو مجھے یوں بھی رہتا

ہے تو کیوں نہ اسے یہ بیکری لادیں کہ میں اس کی محبت
سے دست بردار تو غریب نہیں، وہ مکاہرے پائے کی
خواہش کرنا ضرور ترک کر رہا ہوں مگر اگر وہ میرے
خون سے بالا چھر سے سمجھو کر لے پتیا رہوں میں
تو اس بھروسی کی زندگی پر کرنے سے بھی جائے
”آنٹی،“ تم خود ہی تو کتنی ہوکے تمہاری اس سے
شمیں روپا کو۔ تم خود ہی تو کتنی ہوکے تمہاری اس سے
محبت فتاہ ہو جکی۔“
”بھروسی بھی بغیر محبت کے بھی کسی کے ساتھ زندگی
بھر کی جا سکتی ہے۔“

”کیا وہ بھی ہو پھر میں کیوں نہیں ہی۔؟“ اس کے
آگے اپنی بار کا انداز کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد
میں پھر اس انہوں کی تنہا کر دیتا۔

”تمہارے ساتھ میری مجھے اپنے لیے رسولیاں ہی
رسوایاں اور کھٹکائیں ہی کھٹکائیں نظر آئیں۔“
”وریے جو سرام اپنے لئے مجھ کرو رہی ہو گیا یہ
کسی بست خوشی کو از زندگی کی تنہا بھی نہیں کہہ
ہاتھوں اپنی زندگی میں زرخوا جا چکی، ہو بالی ہے، تمہارا
خواب نہ مقصود کیا ہے سب بھول نہیں۔ میں ہیں ایسا
حسمیں نہ سی تکریتے تمہاری پرواہ ہے تم میں نہیں
روکنا چاہتی ہوئا، مجھے باز رکھنا چاہتی ہو۔ لوگوں میں باز
ایسا تمہاری چاہ کرنے سے۔“

”میری آواز کیلکا ہی۔ پیدوں سال پر الی محبت ہے جو
میری جزوں میں اتر چکی ہی۔ اس سے تاب
ہوئے کامان، چاہے وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو، تمہارے
تحت۔“

”اے باریا جائے
”میرے نیچے سب سوچا اور دل کراکر کے ایک فیصلہ
اے باریا، اعانتیا جل جکا تھا کہ،“ میرے لئے سمجھا تھا
”النے کی کوشش تلت رئے۔ تیار شیں تو اگر
اے ال، قادر میں ہے تو کیوں نہ ہلی کی زندگی کوئی کچھ
ہمارا سامنا ہو گا۔“ تمہیں پھر سے اپنی بات کے روکے

”اے باریا جائے اس سے محروم تو مجھے یوں بھی رہتا
ہے تو کیوں نہ اسے یہ بیکری لادیں کہ میں اس کی محبت
سے دست بردار تو غریب نہیں، وہ مکاہرے پائے کی
خواہش کرنا ضرور ترک کر رہا ہوں مگر اگر وہ میرے
خون سے بالا چھر سے سمجھو کر لے پتیا رہوں میں
تو اس بھروسی کی زندگی پر کرنے سے بھی جائے
”آنٹی،“ تم خود ہی تو کتنی ہوکے تمہاری اس سے
شمیں روپا کو۔ تم خود ہی تو کتنی ہوکے تمہاری اس سے
محبت فتاہ ہو جکی۔“
”بھروسی بھی بغیر محبت کے بھی کسی کے ساتھ زندگی
بھر کی جا سکتی ہے۔“

”کیا وہ بھی ہو پھر میں کیوں نہیں ہی۔؟“ اس کے
آگے اپنی بار کا انداز کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد
میں پھر اس انہوں کی تنہا کر دیتا۔

”میرا انتہار نہیں کرے گی۔ اگر کر بھی
اے باریا جائے اس سے محروم تو مجھے یوں بھی رہتا

جلد کمالیں خدی ہنارے گاہر تھیں ہم سے۔

"ایسا نہیں ہو گا ہم ایرانیں کرو ہمادے کے لیے
بھی تھے۔ سینئر کسی بات پر تو نہیں کرو۔" میں میں
کہیں چیزوں پر گزرازے نے کسی کریلے وہ تھی۔

"میں اس صورت میں اپنا یہ صلوب اپنی لوگوں کی اگر تم
آنکی بات مان لواداں گی میند کی جو کسی اچھی سی
لڑکی سے شارمنی کروادی یہ دعہ کرو کہ تم اس نے نہ رشتہ
کو بوری بواندواری سے نجات دے۔"

اُس نے پہلا رخچھے سے یہ شرط منوال۔

میں اس کی زندگی سنوارنے کے لیے کچھ بھی نہیں
تھا۔ تھا کہ اگر آج وہ بمال کے آگے بارہان
میں اسے محبت تھے لہاگا تھا۔ زندگی تو یہ ہے، اُسی تھا
پہ ہے۔ لیکن کیا کہاں؟ میں چاہو کہ بھی خود کو یہ
میں نے سلک۔

میں جوں گماہوں کہ میں نے زندگی میں کوئی ادا
شدت اور مستقل مزاہی سے نہیں کیا بتنا کہ اُنہوں
محبت اور شلوک کے بعد واپس امریکہ جاتے ہیں
خوش آئندہ تبدیلی کا مرکن۔ بھی باقی رہے گا۔

میں محبت تو کہ کاملا۔ جب بھی یہ بھی
شنس پا تھا کہ محبت ہوتی کیا ہے۔ اب وقت آیا تھا
کہ میں اس محبت کو نہما۔ اب۔ جبکہ میں جان چکا
غیر بھرم نے بھی کسی کے جذبات سے ہٹنے کی کوشش
شنس پر کچھ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں؟ تم جانی میں
کہ میں بلال احمد سے ملنے والا انہوں سے نہیں
و عوایہ ہے۔ اس کے لیے اچھا سچنا۔ اتنے کی تمنا کا اور
اچھا چاہتا۔ اور جس حد تک بُس میں ہو، اچھا کرنے
میں میں کی شریمان کرشاوی اپنے تیار ہوا تھا کہ میں اس
کے لیے "اچھا" کر پہچانتا تھا۔

رانی پاٹھیں کب سے ملائی نہیں میں تھی۔
دولت خاندان اور مرتبہ میں وہ ہمارے ہم پڑے لوگ
تھے۔ رانی بھی ہر لگن سے ایک مکمل شخصیت رکھتی
تھی۔ خوبصورت بھی تھی اشاعتہ بھی۔ خوش بوقت
بھی اور خوش انتہا بھی۔ نئے تضليلوں سے مکمل ہم
اپنی رکھتے والا اس کاروائی رکھ کر حاکم اپنے اپنے اخاذان
لھا۔ اعلیٰ یہ راست تھا۔ اس لگن سے وہ بھی شاندار اکیدہ کم
مرکوز رکھتی تھی بھی نہیں کہ زبانت اور قابلیت اس کی
امان خلبی کی۔

۱۳۱ ارادے سے باز تو رکھا یا جس کے تیجے میں
لاؤ کہیں کوئی سچی تھے۔
۱۳۲ اہل اس بات کا بھی نہیں تھا کہ آج ہی تک
۱۳۳ اور یہیں ہم سفر ہی جس کی تھے نہ چاہے تھی
۱۳۴ اہل راستہ کو اپنا کرتے لگ رہا تھا جسے میں
۱۳۵ اہل کو خواہش پوری کی ہو۔ جسیں ثوٹ کر
۱۳۶ میں ایک مرد سے۔
۱۳۷ ایسے تو نہیں مل کیے رکھتا ہے۔ صرف اور
۱۳۸ اس کی میں اپنی محبت مالی سے سلسلہ
۱۳۹ اور بھتے میرا ساتھ قبل نہ کرنی تھا تو کہ
۱۴۰ اہل مد رخوان پیرزادہ ایں ایمان لائی تھا ری
۱۴۱ مل صفات پر میں نے ماکہ کہ تم سے زیاد
۱۴۲ ہوتے کافی نہیں ہوئی نہیں سلک۔
۱۴۳ ان اس کے لئے تو میں میں قدر میں چاہا تھا کہ
۱۴۴ اس اور صرف محبت سے بھی کی خاطر اس نے بال
۱۴۵ میں رفتات تک منتظر کر لیتا چاہی تھی۔ وہ بھتے سے
۱۴۶ اہل تھی اسے لہتا تھا میں جھوٹ کہ رہا
۱۴۷ ان کا نیا نیا تھامیری محبت جماں کی کہانی ہے
۱۴۸ اس تارک میں اسے چھوڑوں گا، بدل جاؤں گے۔
۱۴۹ اس سارے امیریتے بھتے اتنی محبت کے ہمیں گالی
۱۵۰ اڑھتے گھوسی ہوتے تھے۔ ان گایوں کی کوئی
۱۵۱ لگ، فربرا ریسے ہی ملیں رکھتا تھا۔
۱۵۲ فریک ہڈا بھتھے تو انگ رہا تھا کہ جسے نجات کئے
۱۵۳ ہے۔ میں سفریں ہوں۔ اسے براہم رب خوارک
۱۵۴ اس ایریا سے دوسرے ایریا تک جائے میں لکھا
۱۵۵ چیلہ در سے پائی روڈ اسلام آباد تک کا سفر کر
۱۵۶۔

۱۵۷ اولیٰ ارادے بھتے خیالوں سے سمجھنے لائی۔ میں اب
۱۵۸ سب سی معمولات اسی بے دھیانی کے ساتھ
۱۵۹ بولی ہو تاجارم احمد پاہمی شکا کو رکب میں
۱۶۰ الی انداز میں اپنے پار اسٹنٹ کے آگے رک میا
۱۶۱ لے گئی ساسی بھری اور خیالات کی اس کی

آگے ورن خالی تھا۔ میں نے اس خط کو اپنے لار
میں رکھا لور اپنے بیل کو ٹولوا۔ دیاں سے مال دیجئے
وہی بے رخصت بورا تھا۔
”تم کو نہ کہو۔ میں جان کیا ہوں۔ تم بھی مجھے
چاہئے تھی تھیں ہر انہی کی لئے تو تم نے مجھے آنائے کا
حوالہ نہ کیا۔ مبتدے کرنے والے یونہی کم حوصلہ
ہو جاتے ہیں۔“
میں نے اپنے بیل میں نظر بھر کے دیکھا۔ سکون
وہی بے دھیرے تھا انہیں پار بات تھا۔ میں سکرا دیا۔
ایک عرصے کے بعد میں بھلے سے نظریں اپنی
”اپنے لہاڑا شاید تم بھی سمجھ پا رکھیں ہو۔ شاید تم نے
بھی میری محبت کو اور وہ لایا تھا۔ اس شاید۔“

*

خواتین دیجھست کارہ بہرہ بخشنہ بخشنہ
فیروز پیشناگ ایساں ایڈری

شائع ہو گئی ہے،

خوبیت پر قبضہ میں بھیجیں مخفاتِ دیکھنا بھاہت
یقنت من رہا۔ اس دیکھے
بیدن کوں جو کوں کے جو کوں جو کوں دیکھنے دیکھنے
پندرے سماں کا کھٹکت
وہی بھیجیں، کیتھی عورت کو اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ
وہی بھیجیں، کیا کوئی بھی اپنے سوچے اور اپنے کارہ

مختصر تحریر فائحست، اور جادہ را پچھلے

تم بھتے اپنی محبت کو خود ایک حادثہ قرار
دیکھ کر تھا۔ میں نے ابھی تھیس بر انتظار بھی نہ کیا۔
تم بھتے اپنی زندگی کی سب سے ضرور خواہش
وہ سر برہب پہنچیہ بھت کی سب سے ضرور بھی دیتے
کی محبت میں سرشار تھی۔ میں تھیس قبول کیے کریں
تمہارے خذیلوں کی بیرونی کیسے کیا۔ لانہ تمہارے
جا رہا تھا دو عمل نے مجھے بھی بھرا دیا لور میں تھے
شت ترین درجہ اپنا بھائی۔
اور پارچ سال بعد تم جس دام بھی سے ملے، ۱۹۴۱
ٹھیک ہوئی باری ہوئی عورت بھی جو خود پر سے
پھی بھی کیا کہ کسرے کا موگ مبارہ تھی۔ ایک دوڑ،
کا استقبال کیا کریں۔
اپنے اپنے صرف محبت کا دکھ ساہے محبت
”اوے“ بھی محبت کے ”نه ہوئے“ کا دل دل کیا
ہل بھی اس سے بھاہا چاہتی تھی۔ میں تھیں
کام میں اسے ایک فوکر کم من جذباتی نزکے لی ا
بھکت کے نظر انداز نہ کر سکی۔ مجھے ہمیں ہمیں تھا
میک کرتے ہو۔
محبت کا کیا بھروسہ، بھی بھی، کسی سے بھی،
بے لکن سعد ایک بھی ہے کہ محبت کا کیا بھروسہ
ہمکے سکن بھی نظریں مدلے سکتی ہیں۔ مجھے تمارا
جنزوں کی سچائی پر شہ میں کروں بات کی کوئی کارہ
شمیں کی کہ کہے جذبے بھیش برقرار رہتے۔ محبت کا
نے بھی پوری سچائی پور شدت کے ساتھ کی میں اور
آن جسے مل میں ایں احمد کے لیے نفرت اور
زاری کے سوچا کچھ میں۔ میں امدادت سے نویں
جب تم بھی بھتے حکرا دو گے۔ اب تم از کمیہ ایڑی
ہے کہ دنیا میں کہیں ایک فخش ایسا ہے جس نے
میں بھی بھت بھیش رہتے۔
تم سوچنے کے میں نے خود غرضی سے کام لیا ہے،
خوش گوارانداز میں۔ بھکر ہنخوش گوار طریقے سے۔
اور میں پیشہ تھیں ایوس کرتی آئی ہوں تکری کیا کریں،
میں نے بھی بھی جان بوجھ کر تسلی میں مل ٹکنی نہیں
گی۔
جب بت سلے تم نے اپنے مل کا مل بھتے سا جھا
شاید تم جلدی بھتے آتی جاتے۔

لیخار سے چھٹکارا اپنے کی کوشش کرتے ہوئے خود کو
حمل میں کھینچا۔ رانیہ اندر جا پہنچی تھی۔ میں پھر پیٹ سیٹ
سے اور دوڑکی میں سے شانگ بگز نکلتے ہو۔
”سدھیا یہ آپ کے لیے لیٹر نیا ہے پاکستان سے
شاید ماکا ہے۔“ میرے اندر جانے پر اس نے ایک
لفاقہ اٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہوئے ہیلا جس پر پیٹی
والے کا ہمہ لکھا تھا۔
”ہیا کا؟ اگر ایسا ہے تو یہ میرے نام ماکا پسلا خد
ہو گا۔“
میں نے سکراتے ہوئے کمالور اس کے باقیتے
لے کر جیسے ہی رانشندی کو بچانا میری سکراہت تھم
عنی سده اسی کی تحریر تھی۔
”رانیہ اسی سرست کرنا چاہتا ہو۔ اسٹریڈی میں
ہوں۔ ایک کپ کافی بھوار ہے اور کچھ دری کے لیے مجھے
پاکلہ سڑپت کرنا۔“
میرے اسٹریڈی میں جا کر لاٹنس و فیروآن کرنے اور
بینچے تک رانیہ پھری سے میرکی سکن پسند کلنے والی۔
اس نے سکراکر کپ نیل پر کاما دیا جسے خالب
کیے خاموشی سے باہر ٹھیک ہی۔ میں نے اسے دشہ زندہ
کرنے کا کہا تھا اور وہ بغیر کسی سوال کے مراف اس پر
مل کر ری تھی۔ میں ایک بار بھی جماں ملکوں و راجھوں
نے میرے لیے رانیہ پھیکی سمجھ دار شرک حیات کا
انتساب کیا تھا۔
گرم کافی کے سپ لیتے ہوئے میں نے خود کھولا۔
سدد روپوں پر
ایک سبار پھریتی جو فون ہوں کہ تھیں کن الفتاہ میں
یہ جلب کروں تم سے کیا کروں؟
تم بھیش سے مجھے جریان ہی کرتے آئے ہو۔ بھی
خوش گوارانداز میں۔ بھکر ہنخوش گوار طریقے سے۔
اور میں پیشہ تھیں ایوس کرتی آئی ہوں تکری کیا کریں،
میں نے بھی بھی جان بوجھ کر تسلی میں مل ٹکنی نہیں
گی۔
جب بت سلے تم نے اپنے مل کا مل بھتے سا جھا
شاید تم جلدی بھتے آتی جاتے۔